بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہیلتھ آفیسر صاحب کی رائے پردہ کے بارہ میں

معزز معاصر ٹریبیون لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۳۰- جون ۱۹۱۷ء میں افسر محکمۂ حفظانِ صحت لاہور کی رپورٹ چھاپی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :- "اگر پردہ کی مُہلک وخطرناک رسم رہے گی تو امراض سِل و دِق بھی ضرور ہی رہیں گے :- کیونکہ جب فطرت پر تاخت کیجائے گی تو لازماً اُسے بھی اپنا انتقام لینا ہی پڑیگا- تازہ ہوا کھانے سے انکار کے معنی صریحاً عمدہ صحتِ جسمانی کو دھکّے دینا ہی ہو سکتے ہیں" *

جہانتک طبّی معلومات کا تعلق ہے ہم جنابِ ممدوح کی قابلیّت پر کوئی اعتراض نہیں کرتے لیکن چونکہ اس رائے سے اسلام کے ایک واجب الاحترام و بابرکت حُکم کی نسبت اندیشناک غلط فہمی ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس پر ایک سخت الزام عائد ہوتا ہے جیسے کہ مسلمانوں کی بدقسمتی و غفلت سے آج اور بھی بہتیرے بدنما دھبّے اُس کے خوبصورت چہرہ پر اغیار کی نظروں میں عیاں ہیں حالانکہ اصلیّت اُن کی کچھ بھی نہیں بلکہ اب تو خود مغرب کی علم دوست اور بیدار مغز و بلند اقبال اقوام میں کتنے ہی حق پسند و منصف مزاج اہل الرائے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنی تحقیقات سے گویا ہمارے اس دعوے پر مُہرِ تصدیق کر دی ہے کہ خط وخال میں چشم بدبین کو جہاں کہیں ذرا سا بھی عیب وسقم نظر آئے- اُسی کی تہ میں غور و تعمق سے دیکھنے پر حُسن و خوبی کی ایک کان نکلتی ہے-

لہٰذا صاحب ممدوح کی محولہ بالا رائے پر ایک تنقیدی نظر ڈالنا ہم اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں ٭

سب سے پہلے تو یہ خیال ہی بالکل خلاف واقعہ اور نہایت غیر منصفانہ ہے کہ سل و دق کے منحوس مہلک امراض کو بالفاظ ہیلتھ آفیسر صاحب ”خطرناک رسم پردہ“ کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ اس خیال کی تردید کے لیئے دور جانے اور کوئی بڑے دلائل دینے کی حاجت نہیں۔ لاہور کی ہندو عورتیں بھی ان امراض کا شکار ہونے میں مسلمان مستورات سے کچھ کم نہیں دیکھی جاتیں۔ حالانکہ ان میں پردہ کا چنداں رواج نہیں۔ پھر لاہور کے مرد بھی جو ہیلتھ آفیسر صاحب کے نزدیک بھی یقیناً پردہ نشین نہیں ہونگے۔ آئین فطرت نے سل اور دق کی بیماریوں میں مبتلا ہونے سے بالکل محفوظ و مستثنےٰ نہیں کر رکھے ہیں۔ ان واقعات سے بصراحت ثابت ہے کہ لاہور میں سل و دق کا سبب اصلی رسم پردہ نہیں بلکہ کچھ ضرور اور ہی اسباب ہونگے۔ نفس الامر میں غور کیا جائے تو روئے واقعات جلدی ہی یہ تسلیم کرلینا پڑتا ہے کہ ایک لاہور کیا عموماً تمام بڑے بڑے شہروں میں ایسے امراض پھیلنے کی زیادہ وجہ مکانات وغیرہ کی خرابی و تنگی ہے۔ اصول حفظانِ صحت کے لحاظ سے انکی مکانیت کچھ ایسی غیر موزون و مضر صحت ہوتی ہے کہ انکے رہنے والے ٹھیک ٹھیک تندرست رہ ہی نہیں سکتے گنجان آبادی۔ تنگ و تاریک گلی کوچے تازہ اور کافی ہوا انکے رستے بند۔ بقدر حاجت روشنی پہنچنے کی راہیں مسدود۔ پھر انہیں رہنے والے بھی اپنی طرز رہائش اور خورش و پوشش وغیرہ ضروریات زندگی میں آئین حفظ صحت کے کچھ پابند نہیں بلکہ عموماً بوجہ جہالت انکی خلاف ورزی ہی کرنیوالے ہوتے ہیں۔ لاہور میں ایسے ایسے مکانات بھی موجود ہیں جنکے مکین بیچارے جب تک اپنی چار دیواری میں رہیں سورج یا دھوپ کی شکل تک نہیں دیکھ سکتے پھر ان مضر صحت حالات پر ان اثرات کو بھی مستزاد سمجھ لیجے جو کثیر التعداد کارخانوں کے دھوئیں سے وہاں کے کرہ ہوا پر پڑتے ہونگے۔ اور جنکا تنفس اور امراض شُش سے بڑا بھاری تعلق ہے پس جب کہ مرض سل وغیرہ کے اصل اسباب یہ کچھ ہیں تو لوگوں کی صحت جسمانی تا وقتیکہ وہ ایسے گھروں میں رہیں اور ایسی خراب ہوا میں سانس لیں درست رہ کیسے سکتی ہے ؟ رسم پردہ کو اٹھا دیا جائے تب بھی امراض سل و دق وغیرہ کا شکار امید ہے کہ قریباً اتنی ہی نفوس ہوتے رہینگے جتنے کہ بحالت موجودہ ہوتے ہیں بشرطیکہ دیگر اسباب مرض جوں کے توں رہنے دیئے

جائیں۔ برخلاف اسکے لوگوں کی رہائش کے لیے وسیع وہوادار مکانات ہوں جن میں کافی روشنی اور تازہ ہوا بے روک ٹوک آتی ہو اور پردہ کو بدستور رہنے دیا جائے پھر دیکھئے کہ امراض مذکورہ کا قریباً سدباب ہوجاتا ہے یا نہیں۔ اور وہی لڑکیاں جو آج زرد رو سوکھی دبلی اور افسردہ و پژمردہ ادھر اُدھر چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں دیہات کی تندرست چاق چوبند ہشاش بشاش لڑکیوں کی طرح اٹھکھیلیاں کرتی اور بڑی پھرتی اور طراری سے سیر سپاٹے کرتی ہوئی نظر آنے لگتی ہیں یا نہیں۔ پس اس مرض کے پھیلنے کا سب سے پہلا اور بڑا سبب تو گھروں کی بیرونی خرابی ہے اسکے علاوہ گھروں کی اندرونی حالت بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہوتی۔ میلے کچیلے تنگ و تاریک مکانات۔ انمیں کوڑے کرکٹ کی افراط۔ اور صفائی ستھرائی کی کمی وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو افسوس کہ سینیٹیری انسپکٹروں کے ملاحظہ میں آہی نہیں سکتی کیونکہ گھر گھر کے اندر گھُس کر معائنہ کرنا انکے واسطے دشوار ہے اور غالباً انکے فرائض میں بھی داخل نہیں۔ وہ عملی طور پر گھروں کے باہر گلی کوچوں کی صفائی سے غرض رکھتے ہیں اور بس۔ حالانکہ صحت کا بڑا بھاری تعلق انکی اندرونی صفائی کے ساتھ ہے۔ یہ امراض سل وغیرہ کے پھیلنے کا دوسرا سبب ہے۔ پس اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت پر تاخت تو یقیناً ہوتی اور اسکے اصول۔ و آئین کو توڑا تو ضرور جاتا ہے جیسا کہ ہیلتھ آفیسر صاحب نے فرمایا ہے لیکن ہمیں طریق تاخت کی تعیین میں اُن سے اختلاف ہے۔ کیونکہ انہیں تو یہ تاخت رسم پردہ کی صورت میں نظر آتی ہے اور ہم کو اس شکل میں کہ نہ گھروں کی ساخت و مکانیت اصول حفظ صحت کے مطابق ہوتی ہے نہ انمیں کماحقہ روشنی و ہوا کا دخل ہوتا ہے نہ انکا اندر جیسی چاہیئے صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور ان وجوہ سے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ نیچر کا مقابلہ اور اسپر حملہ کیا جاتا ہے ٭

ایک اور امر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرض سل کا سببِ اصلی پردہ سسٹم نہیں بلکہ اور ہی کچھ ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہندو عورتیں پردہ نہیں کرتیں بلکہ عموماً بے نقاب باہر پھرتی ہیں۔ اب اسی زمرہ میں سکھ جین اور مسیحی وغیرہ اقوام کی عورتوں کو بھی شامل کر لیں تو اس طرح شہر کی نصف سے زیادہ زنانہ آبادی تو پابندئ پردہ سے آزاد کھلے بندوں رہتی ہی ہے باقی نصف سے کم اُس قوم کی عورتیں ہیں جن کا مذہبی شعار پردہ سسٹم سمجھا گیا ہے مگر وہاں

یہ ہے کہ کیا تمام مسلمان عورتیں پردہ میں رہتی ہیں؟ نہیں اور یقیناً نہیں بلکہ انمیں قریباً اسّی فیصدی ایسی ہونگی جو عملی طور پر بالکل پردہ میں نہیں بیٹھتیں۔ اس طرح لاہور کی زنانہ آبادی کا نوّے فیصدی حصہ مطلق پابندِ پردہ نہیں۔ تو کیا یہ واقعات و حالات اس خیالِ باطل کی کافی سے زیادہ تردید نہیں کرتے کہ لاہور میں امراض سل و دق کا موجب پردہ کا رواج ہے؟

موجودہ رواج پردہ کی نسبت چند ضروری کلمات اور عرض کر کے ہم اس مضمون کو ختم کیئے دیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو پردہ آجکل مسلمانوں میں بالعموم مروّج ہے اصلی اسلامی پردہ ہرگز نہیں ہے۔ اسلام نے کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح چاردیواری کے اندر ہی محبوس و نظر بند رکھا جائے۔ اسمیں تو فقط اتنا ارشاد ہے کہ مسلم خواتین اپنے چہروں اور مقاماتِ زینت کو نامحرموں سے چھپائے رکھیں۔ چہرہ کی پردہ داری سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ ایسی گھر گھسٹ کیے رہیں کہ سانس بھی اچھی طرح نہ لے سکیں اور تازہ ہوا کھانے سے بالکل محروم ہو جائیں۔ اسلامی پردہ کا منشاء تو محض اتنا ہے کہ نامحرم لوگ کسی مسلمان خاتون کے چہرہ کو بے نقاب نہ دیکھ سکیں۔ اسلام اصل میں افراط تفریط سے ہمیشہ احتراز کرتا اور اعتدال (میانہ روی) کے زرین اصول کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا جہاں ایک طرف عورتوں کو بے پردہ پھرنے اور نامحرموں سے بے تکلف خلا و ملا رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اسکے نتائج عموماً خطرناک و حیاسوز ہوتے ہیں جیسا کہ ممالک یورپ میں دیکھا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اسلام نے یہ بھی کہیں حکم نہیں دیا کہ عورتوں کو بالکل قید ہی رکھا جائے اور کھلے مقامات میں تازہ ہوا تک نہ کھانے دیجائے۔ کیونکہ پہلی حالت میں انکی اخلاقی و روحانی حالت پر زبون اثر پڑیگا خدشہ ہے تو دوسری صورت میں انکی خرابیٔ صحت کا اندیشہ۔ لہٰذا اسلام ان دو نوں انتہائی راہوں کو چھوڑ کر بیچ کی راہ یعنی طریقِ اعتدال پر چلانا چاہتا ہے۔

غرضیکہ پردۂ عورت کے معنی بروئے اسلام فقط یہ ہیں کہ وہ نامحرموں سے بے تکلف میل جول نہ رکھیں۔ گھروں سے باہر کھلے مُنہ نہ پھریں اور اپنی زینتوں کو چھپائے رکھیں۔ مگر حیا و حجاب کی مناسب نگہداشت کے ساتھ گھر کے کام دھندوں یا تحصیل علم و توسیع معلومات یا فرائض دینی کی بجا آوری وغیرہ امور ضروری کی خاطر باہر نکلنے کی انہیں اجازت ہے۔ اور یہی اصلی

اسلامی پردہ ہے جس کی قرآن مجید تعلیم دیتا ہے اور جو سُنّت نبوی نیز سلف صالحین کے عمل درآمد سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کیا ہیلتھ آفیسر صاحب کو اس میں بھی سل کے کوئی اسباب نظر آتے ہیں؟ ۔کیا اس سے فطرت کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اور کیا یہ فطری ذوقِ سلیم کے مناسب حال نہیں؟ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس جچے تلے حکیمانہ رستہ سے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہونے میں فطرت انسانی پر تاخت و تاراج ہوتی ہے اور اس سے انتقام کی ضرورت پیش آتی ہے ؂

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ
بانی سلسلۂ احمدیہ

(یہ مضمون کتاب ٹوینٹی اتھ سینچری آف انڈیا۔ برما اینڈ سیلون میں شائع ہونیکے لئے لکھا گیا۔)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلسلۂ احمدیہ کے بانی ہیں جس کی تعداد اسوقت پانچ لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے اور جو نہ صرف پنجاب اور ہندوستان میں ہی پھیلا ہوا ہے بلکہ انگلینڈ نارتھ امریکہ سوتھ امریکہ بنگال نائیجیریا سیرالیون مارشیس جاپان سٹریٹس سیٹلمنٹ آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں بھی پھیل گیا ہے۔ آپکی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں جو بٹالہ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل پر واقع ہے ہوئی۔ آپکے آباؤ اجداد ترکستان کے شاہی خاندان میں سے تھے۔ جنکو امیر تیمور کے وقت اس سے ناچاقی ہو جانے کے باعث اپنا وطن چھوڑ کر خراسان میں آباد ہونا پڑا تھا۔ مگر یہاں بھی اپنے آپکو مطمئن نہ پاکر بابر بادشاہ کے عہد میں وہ ہندوستان کو ہجرت کر آئے۔ انھوں نے ...

... ہندوستان میں دریائے بیاس کے پاس ایک گاؤں بسایا جس کا نام بگڑتے بگڑتے اب

قادیان ہوگیا ہے۔ شاہان دہلی کی طرف سے اس خاندان کو اسّی گاؤں کی حکومت عطا ہوئی جو سکھوں کی طوائف الملوکی کے وقت تک قائم رہی لیکن سکھوں کی شورش کے وقت مرزا صاحبؑ کے دادا کو قادیان چھوڑ کر جانا پڑا۔ مگر راجہ رنجیت سنگھ کے پنجاب پر تسلط کے وقت وہ پھر لوٹ آئے اور مہاراجہ کی طرف سے نہ صرف انکی بہت سی جاگیر واپس ملی بلکہ آپ کے والد اور چچا کو فوج کے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا گیا۔ برٹش گورنمنٹ کے پنجاب میں قائم ہونے پر بھی آپ کے والد صاحب نے گورنمنٹ برطانیہ کی حتی المقدور ہر نازک موقعہ پر خدمت کی جس کا وقتاً فوقتاً پنجاب کے اعلیٰ عہدہ داران اعتراف کرتے رہے ہیں ؎

مرزا صاحب کی تعلیم اور ایام جوانی

باوجود اسکے کہ آپ کا خاندان دنیاوی حیثیت سے بہت ممتاز تھا اور باوجود اسکے کہ آپ کے والد صاحب اور بھائی اکثر دنیاوی ترقی کے حصول کے لیئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے مرزا صاحبؑ بچپن سے ہی دنیا سے بیزار اور روحانی زندگی کے حصول کے لیئے کوشاں تھے اور آپ کا رجحان اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی طرف تھا کہا جاتا ہے کہ جب آپ چار پانچ سال کے تھے آپ نے اپنی ایک رشتہ دار لڑکی کو جو آپ کی ہم عمر ہی تھی ایک دن کہا کہ میرے لیئے دعا کیا کر کہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق ملے۔ آپ بچپن سے ہی خلوت پسند تھے اور ایام جوانی میں مسجد کے ایک حجرہ میں جو ۵×۶ فٹ ہوگا بیٹھے رہتے اور جو کھانا گھر سے آپ کے لیئے آتا اُسے غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے آپ کے والد صاحب نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق اپنے گھر پر اُستاد رکھکر آپکو فارسی عربی فلسفہ و منطق کی تعلیم دلوائی اور خود طب کی کتب پڑھائیں کیونکہ وہ خود بڑے طبیب تھے ؎

مذہبی مباحثات

جسوقت آپ تیس پینتیس سال کی عمر کو پہنچے اسوقت ہندوستان مذہبی مباحثات کا جولان گاہ بن رہا تھا اور مسیحی اور آریہ مذہب کے واعظ مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ آور تھے اسوقت مسلمانوں کی طرف سے جو جواب دیا جاتا تھا وہ ایسا کمزور ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان حملوں کی تاب نہ لاکر اسلام ہمیشہ کے لیئے اپنے حریفوں کے سامنے سرنگوں ہو جائیگا لیکن آپ نے اسلام کی طرف سے اس خوبی سے جواب دینا شروع کیا کہ بارہا آپ کے دشمنوں نے اپنی کمزوری کا اقرار کیا اور آخر ایک جامع کتاب

براہین احمدیہ لکھی جس میں اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کیا اور اسکے جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ کیا لیکن کسی نے اس کا جواب ان شرائط کے ساتھ نہ لکھا جنکی پابندی اس کتاب میں کی گئی تھی اور ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے تک اس کتاب نے شور برپا کر دیا اور بہت سے مسلمان علماء نے اس کتاب کے پڑھنے پر اقرار کیا کہ یہ شخص اسلام کی عزت کو بچانیوالا ہوگا ٭

آپ کا دعویٰ جب آپ چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو آپکو الہام ہوا کہ تم ہی وہ مسیح اور مہدی ہو جس کے آنیکا مسیحیوں اور مسلمانوں سے وعدہ تھا جب یہ الہام آپ کو ہوا تو آپ نے ایک مدت تک تو اسکو ظاہر پر حمل کیا لیکن بار بار الہام ہونیکے بعد آپ نے اپنے مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان کیا۔ بعد میں اپنے دعویٰ کی جو تشریح آپ نے تحریر فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے :-

ہر ایک مذہب اسوقت ایک آنیوالے کا منتظر ہے۔ ہندو ایک ریفارمر کے کرشن کی شکل میں منتظر ہیں۔ بدھ مذہب کے لوگ بدھ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔ مسیحی مسیح کی دوبارہ آمد کے لیئے چشم براہ ہیں۔ مسلمان ایک مہدی کی بعثت کیلیئے بیقرار ہو رہے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک مذہب میں جو روایات ان اوتاروں یا ریفارمروں کی بعثت کے متعلق پائی جاتی ہیں وہ سب آپسمیں ملتی جلتی ہیں اور جو علامتیں انکی بعثت کے زمانہ کے متعلق بتائی گئی ہیں وہ سب ایک ہی زمانہ کی طرف اشارہ کر رہی ہیں اور جو کام ان آنیوالوں کا بتایا گیا ہے وہ بھی ایک ہی ہے پس ان امور سے نتیجہ نکلتا ہے کہ آنیوالا بھی ایک ہی شخص ہے صرف مختلف زبانوں کے لحاظ سے اور مختلف قوموں کی اصلاح کے خیال سے اسکے مختلف نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ اور وہ شخص جس کی نسبت ان پیشگوئیوں میں خبر دیگئی ہے میں ہی ہوں۔ میں مسیحیوں کی اصلاح کے لیئے مسیح ہوں مسلمانوں کی اصلاح کے لیئے مہدی ہوں ہندوؤں کی اصلاح کے لیئے کرشن ہوں اور باقی تمام مذاہب کی اصلاح کے لیئے انمیں جس جس آنیوالے کی خبر دیگئی تھی اسی کے رنگ میں اور اسی کا نام پاکر ظاہر ہوا ہوں۔ چنانچہ آپ کو اسی مضمون کا ایک الہام بھی ہوا جس کے الفاظ

یہ ہیں: جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا تعالیٰ کا بہادر تمام انبیائے سابقین کے لباسوں میں۔ غرض آپؑ کا دعویٰ تھا کہ آپ کسی خاص قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ کل دنیا کی ہدایت کے لئے۔ آپکا دعویٰ تھا کہ الہام کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا جس طرح خدا تعالیٰ پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے اور آیات کا سلسلہ بھی کبھی منقطع نہیں ہو سکتا جس طرح اللہ تعالیٰ پہلے اپنے وجود اور اپنے رسولوں کی صداقت کے ثبوت کے لئے نشانات سماویہ ظاہر فرماتا تھا اب بھی فرماتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ بولتا تھا اور نشانات بھی دکھاتا تھا کیونکہ پچھلے واقعات معتبر سے معتبر بھی ہوں تب بھی صرف ظن غالب کے درجہ پر پہنچا سکتے ہیں نہ کہ یقین کے درجہ پر۔ پس ایمان جسکی بنا یقین پر ہوتی ہے ہرگز ان اخبار سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ کسی علیحدہ مذہب کے بانی ہونیکے مدعی نہ تھے بلکہ آپؑ کا دعویٰ تھا کہ جس طرح موسوی مذہب کے بگڑنے پر حضرت مسیحؑ نبی کر کے بھیجے گئے تا کہ اسکو اسکی اصلی شکل پر لاویں اسی طرح اسلام کی تعلیم کو جب انسانوں کے خیالات نے ایک اور ہی جامہ پہنا دیا تو خدا تعالیٰ نے آپکو مبعوث فرمایا تا کہ اسلام کو اسکی اصلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ پس آپکی نبوّت رسول کریمؐ سے علیحدہ ہو کر نہ تھی بلکہ رسول کریمؐ کی نبوّت کے ثبوت اور آپکے مذہب کے قیام کے لئے تھی۔

آپ تناسخ کے قائل نہ تھے جیسا کہ بہت سے آپکے مخالفین نے آپکے مسیح و کرشن ہونے کے دعاوی سے غلط نتیجہ نکالا ہے بلکہ آپؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ انسان مرنے کے بعد اس دنیا میں اس عنصری جسم کے ساتھ واپس نہیں آتا آپ اپنے مذکورہ بالا دعاوی کی یہ تشریح فرماتے تھے کہ آپ ان لوگوں کے اخلاق اور انکی روحانیت سے وافر حصّہ پانے اور انکے رنگ میں رنگین ہونیکی وجہ سے انکے ناموں کے پانیکے مستحق ہوئے ہیں جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیا کے رنگ میں رنگین ہونیکی وجہ سے اسکے نام پانے کا مستحق ہوا تھا ورنہ وہ انبیاء جو پہلے گذر چکے ہیں نہ اپنی صورت پر واپس آ سکتے ہیں نہ کسی اور جسم میں انکی روح حلول کر کے واپس آ سکتی ہے۔

آپ کا علمِ کلام

بحث و مباحثات میں آپؑ نے اس جدید علم کلام کے ذریعہ سے جسے آپ سے پہلے اس طرح کھول کر کسی نے نہ بیان کیا تھا نہ استعمال کیا تھا۔ ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دی۔ آپ کسی مذہب پر حملہ میں ابتدا کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے اور سوائے اس حالت کے کہ کسی مذہب کے مشنریوں کی گستاخی اور شوخی حد سے تجاوز کر کے بعض ناواقفوں کے لیئے باعث ابتلا بننے لگے۔ الزامی جواب کو پسند نہ فرماتے تھے آپ کا قول تھا کہ جو لوگ دوسرے مذاہب پر حملہ کر کے اپنی صداقت ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ نادان ہیں کسی کے جھوٹے ہو جانے سے دوسرے کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی۔ صداقت اپنے دلائل اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ دوسرے مذہب پر حملہ کرنے سے سوائے فساد اور فتنہ کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اور اس طریق کا دروازہ کھولکر مسیحی مشنریوں نے دنیا کے امن و امان کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دیا ہے ہر مذہب کے پیرووں کو چاہیئے کہ صرف اپنے مذہب کی صداقت کے دلائل دیا کریں اور بجائے مذاہب کا فیصلہ اس طریق پر کرنے کے کہ ان میں سے زیادہ نقص کس میں ہیں یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ ان میں سے سب سے زیادہ خوبیاں کس میں ہیں اور کونسا مذہب کامل اور مکمل مذہب ہے۔ آپ نے جو اصول مباحثہ تجویز کیئے اس میں ایک یہ اصل بھی تھا کہ ہر مذہب کے پیرووں کو چاہیئے کہ جو بات وہ پیش کریں اپنی مذہبی کتب سے پہلے اسے دکھائیں پھر اس کا ثبوت دیں۔ کیونکہ بصورت دیگر وہ بات اگر اچھی ہے تو اس خوبی پر اس مذہب کو کوئی فخر نہیں ہو سکتا اسی طرح دلائل بھی اسی مذہبی کتاب سے دیں کیونکہ وہ کتاب جو اپنے دلائل کے لیئے دوسرے لوگوں کی محتاج ہے ہرگز کامل کتاب نہیں ہو سکتی ✦

اسی طرح اس اصل پر بھی آپ زور دیتے تھے کہ جو بات کوئی مذہب بیان کرتا ہے اس کا ثبوت ہر زمانہ میں موجود ہونا چاہیئے ورنہ اس کا دعویٰ ایک فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا مثلاً جو مذہب معجزہ اور آیات کا قائل ہے اب بھی اس میں معجزات کا وجود پایا جانا چاہیئے ورنہ اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ آپ اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ کسی چیز کا امکان اور شے ہے اور اس کا وجود اور شے ہے پس کسی چیز کے ممکن ثابت کر دینے سے اس کا وقوع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے لیئے الگ دلائل کی ضرورت ہے اور اِس اصل کو نہ سمجھنے

کی وجہ سے ... . بہت سے لوگ تحقیقات مذہبی میں دھوکا کھاتے ہیں ٭

آپؑ خود بھی ہمیشہ اپنی تحریرات میں ان اور دیگر اصولوں کو جو آپ مذہبی تحقیقات میں صحیح نتائج پر پہنچنے کے لیے ضروری بیان فرماتے تھے استعمال فرماتے تھے اور کبھی ان سے باہر نہ جاتے تھے ٭

آپؑ کی تعلیم

آپکی تعلیم یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وابستگی پیدا کرو اور بنی نوع انسان کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان دونوں باتوں میں صحیح رہنمائی کے لیے آپ قرآن کریم کو جو آخری الہامی کتاب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری شرعی نبی ہیں ہادی اور اسوہ بیان فرماتے تھے۔ آپ نرمی اور محبت پر بہت زور دیتے تھے اور آپکی تعلیم تھی کہ جبتک ممکن ہو اور نتیجہ برا نہ ہو عفو سے کام لیا جائے ہر ایک گورنمنٹ کی وفاداری اس کی رعایا کیلئے فرض فرماتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ نہایت بدبخت ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کا عیب دیکھکر اسکو ظاہر کرتا ہے اسے چاہیئے کہ پہلے اسے نصیحت کرے اور کم از کم چالیس دن تو اسکی اصلاح کے لیئے خدا تعالیٰ سے دعا کرے۔ آپ دنیا سے علیحدگی پر خاص زور دیتے تھے۔ لیکن اس طرح نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے بلکہ اس رنگ میں ... کہ دنیا میں ہو کر بھی اسکی محبت میں لیس نہ ہو اور اس پر فریفتگی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی اطاعت اور بندوں کی بہبودی کی سعی میں روک نہ ہو۔ سامانوں کو ترک کر دینے کو آپ نہایت ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کا امتحان لینا چاہتا ہے اور اس لیئے خدا تعالیٰ کے غضب کا کھینچنے والا ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہر مذہب کے بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا چاہیئے کیونکہ جو شخص ایسے اشخاص کو اپنی بدزبانی کا نشانہ بناتا ہے جن کو ایک کثیر جماعت اپنا پیشوا اور امام تسلیم کرتی ہے اور ان پر اپنی جان قربان کرنے کے لیئے تیار ہے وہ انسان کہلانیکا مستحق نہیں ٭

آپ کی سیرت

آپ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گداز تھے اور کوئی چیز آپکو غصہ نہ دلاتی مگر وہ جس میں خدا اور اس کے رسولؐ کی ہتک ہو اسوقت آپکے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا لیکن آپکی حالت غصہ و خوشی میں کبھی وقار سے علیحدہ نہ ہوتی تھی اور کبھی کوئی نامناسب اور گندہ لفظ آپ کی

زبان سے نہیں سُنا گیا۔ اپنے دشمنوں کی ہدایت کے لیئے بھی دعائیں کرتے اور اگر کسی دشمن میں کوئی خوبی ہوتو اسکے اظہار سے رُکتے نہ تھے ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے جسکی وجہ سے ہر مذہب کے لوگ جو آپ سے واقفیت رکھتے تھے بلا تکلف اپنے کاموں میں آپ سے مشورہ لیتے تھے تکبر آپ میں نام کو نہ تھا غریب سے غریب آدمی آپکو اپنے گھر پر بُلاتا تو آپ بلا تکلف چلے جاتے کبھی آپ نیچے فرش پر بیٹھے ہوتے اور لوگ آپ سے ملنے کے لیئے آجاتے اور جگہ نہ ہوتی تو آپ نیچے بیٹھے رہتے اور انکو چارپائیوں پر بٹھا دیتے۔ سادگی اسقدر تھی کہ خود چھوٹے چھوٹے کام کر لیتے تھے آپ طبیب بھی تھے اور ہمیشہ قیمتی ادویہ اپنے پاس رکھتے تھے جب بعض غربا کو ضرورت ہوتی تو خود برتن وغیرہ دھو کر انمیں دوائی ڈالکر انکو دیتے۔ آپکی طبیعت میں سخاوت کا مادہ بھرا ہُوا تھا لیکن جہانتک ہو سکے احسان پوشیدہ کرتے تھے تا جسپر احسان کیا گیا ہو وہ شرمندہ نہ ہو آپ کا دل بہت نرم تھا کسی کی تکلیف کو دیکھکر برداشت نہ کر سکتے تھے اور فوراً ہمدردی میں مشغول ہو جاتے تھے اور بعض دفعہ بعض بیماروں کے لیئے راتیں جاگ کر کاٹ دیتے لیکن باوجود اسکے طبیعت پر ایسا قابو تھا کہ آپکو بے چین یا مجلس میں روتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا ہاں بعض دردناک واقعات کے ذکر پر آپکی آنکھوں میں ایک نمی سی آجاتی تھی کسی مصیبت یا ابتلا کے وقت آپ خائف نہ ہوتے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو جرأت دلاتے تھے محنت اسقدر کرتے کہ بعض دفعہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے کہ آپ سوتے کس وقت ہیں آپکی عادت تھی آپ چلتے ہوئے لکھتے تھے اور بے تکلفی سے مضامین لکھتے جاتے تھے کبھی آپکو سوچنے یا تیاری کرنیکی ضرورت محسوس نہیں ہوئی چہرہ پر ایک خداداد رُعب تھا کہ جس کی وجہ سے باوجود بے تکلف طبیعت خوش مزاجی اور مہربانانہ سلوک اور سزا سے احتراز کے جسقدر کوئی شخص آپکا زیادہ مقرب ہوتا آپ سے زیادہ خائف ہوتا حضرت مولانا المکرم مولوی نور الدین صاحب (سابق طبیب مہاراجہ جموں و کشمیر) خلیفۃ المسیح اوّل جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے تمام ہندوستان بھر میں مشہور تھے اور اپنے مضبوط دل کے باعث دوست و دشمن کی نظر میں معزز تھے۔ اور مختلف درباروں میں بڑے بڑے راجاؤں اور مہاراجاؤں کو بہادری سے جواب دیتے تھے اور حضرتؑ کے دعویٰ پر اپنا سب کاروبار چھوڑ کر ہجرت کر کے

قادیان آگئے تھے فرماتے تھے کہ کبھی میں کسی سے خائف نہیں ہوا لیکن جب کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ مرزا صاحب بلاتے ہیں تو میرے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں ٭

آپ کی تصنیفات

آپ نے قریباً اسی کتب تصنیف کیں جو تین زبانوں میں لکھی گئی ہیں یعنی عربی فارسی اور اردو۔ ان تین زبانوں کے علاوہ آپکی بعض کتب اور مضامین انگریزی فرانسیسی پشتو اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور اور زبانوں میں ترجمہ ہو رہے ہیں ٭

آپ کے نشانات

آپ کا دعویٰ تھا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونیکے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا جبتک کہ آسمانی نشانات اسکی تائید میں ظاہر نہ ہوں جنکا ظاہر کرنا انسان کی طاقت میں نہ ہو چونکہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونیکے مدعی تھے آپ کے ساتھ بھی نشانات کا ہونا ضروری تھا جو نشانات آپکے لیئے ظاہر ہوئے وہ تین قسم کے تھے پیشگوئیاں۔ قبولیت دعا کے غیر معمولی نمونے۔ تائید الٰہی۔ مثال کے طور پر ذیل میں ان تین قسم کے نشانات کے چند نمونے دیئے جاتے ہیں:۔

پیشگوئیاں:۔ طاعون کے ہندوستان میں پھیلنے سے پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خبر دی تھی جو کتاب ۱۸۸۴ء میں طاعون کے پھیلنے سے قریباً بارہ سال پہلے تمام اقطار ہند میں شائع ہو گئی تھی۔ پھر آپنے اپنی کتاب نور الحق میں (جو ۱۸۹۴ء کو شائع ہوئی) شائع کیا کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کے خسوف کی تاریخوں میں سے پہلی یعنی تیرھویں اور سورج کے کسوف کی تاریخوں میں سے درمیانی یعنی اٹھائیسویں کو کسوف وخسوف ہونیکے باوجود جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کی علامت قرار دی تھی۔ چونکہ لوگوں نے میرے دعووں کو قبول نہیں کیا اس لیئے عذاب اب عنقریب آنیوالا ہے اور اسی سنہ میں کتاب حمامۃ البشریٰ میں اس عذاب کی تعیین طاعون سے کی چنانچہ دو سال بعد طاعون ہندوستان میں نمودار ہو گیا اور ابھی طاعون ضلع جالندھر کے سوا پنجاب میں کسی اور جگہ نہیں پھیلا تھا کہ آپنے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اعلان کیا کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیلیگا اور سخت ہوگا حتیٰ کہ گاؤں کے گاؤں ویران ہو جائینگے اور یہ پیشگوئی انہی دنوں میں اخبار الحکم اور بدر میں شائع

کردیگئی چنانچہ اسکے بعد اسی طرح ظاہر ہوا اور طاعون ابتک پیچھا نہیں چھوڑتا ؂

آپنے ۱۹۰۲؁ء میں اپنے ایک رسالہ دافع البلاء میں شائع کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے طاعون کے متعلق تین امور سے اطلاع دی ہے ایک اپنے گھر کے متعلق ایک اپنے گاؤں کے متعلق اور ایک اپنی جماعت کے متعلق - اپنے گھر کے متعلق کہ اسکو طاعون سے محفوظ رکھا جائیگا - اپنے گاؤں کے متعلق یہ کہ اس گاؤں کو طاعون سے ہلاک ہونے سے بچایا جائیگا یعنی بعض دوسرے گاؤں کی طرح جو طاعون سے قریباً اجڑ ہی گئے اس کا یہ حال نہیں ہوگا - اپنی جماعت کے متعلق یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت سوائے شاذو نادر کے طاعون سے خاص طور پر محفوظ رکھی جائیگی چنانچہ اس الہام کے شائع ہونیکے بعد قادیان میں طاعون پڑی اور بعض دفعہ سخت حملے بھی ہوئے - لیکن جبکہ آپ کے گھر کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے لوگ پے درپے طاعون کا شکار ہو رہے تھے آپ کا گھر بالکل طاعون سے محفوظ رہا اور آج تک کہ اس پیشگوئی کو پندرہ سال شائع ہوئے ہوچکے ہیں اور قادیان میں قریباً سات آٹھ دفعہ طاعون پڑ چکی ہے آپ کے گھر میں جس میں قریباً ستر اسی آدمی رہتے ہیں اور جو چاروں طرف سے گھروں سے گھرا ہوا ہے ایک واردات بھی طاعون کی نہیں ہوئی قادیان بھی باوجود سخت طاعونی حملوں کے بجائے آبادی میں گھٹنے کے برابر بڑھ رہا ہے اور آپکی جماعت طاعون سے خاص طور پر محفوظ رہی ہے حتیٰ کہ قادیان میں جہاں آپکی جماعت کے لوگ ایک ثلث تک ہیں دوسرے لوگوں میں جب کہ دو دو تین تین سو اموات ہوئی ہیں آپکی جماعت میں دو تین کیس سے زیادہ نہیں ہوئے اور یہی حال دوسری جگہ کی جماعتوں کا ہے الا ماشاءاللہ چنانچہ اسکو دیکھ کر ہزاروں آدمیوں نے آپکو قبول کیا ہے ؂

آپنے دسمبر ۱۹۰۳؁ء اور ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴؁ء میں یہ الہام شائع کیے "زلزلہ کا دھکا" "عفت الدیار محلہا ومقامہا" - یعنی ایسا سخت زلزلہ کا دھکا لگے گا کہ عارضی اور مستقل عمارتیں بالکل نیست و نابود ہو جائیگی یہ پیشگوئی اسی وقت ریویو آف ریلیجنز، الحکم اور البدر دو اخباروں میں شائع کردی گئی اور ۴ - اپریل ۱۹۰۵؁ء کے مشہور زلزلہ کے ذریعہ پوری ہوئی - جس میں علاوہ

ہزاروں عمارتوں کے پندرہ ہزار آدمیوں سے زیادہ ہلاک ہوئے ÷

تقسیم بنگالہ کی کارروائی کے بعد عین اسوقت جبکہ تمام حکام بالا اس کارروائی کو اٹل قرار دیتے تھے آپنے یہ الہام شائع کیا کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی" (۱۱ فروری ۱۹۰۶ء) اور یہ الہام اسی وقت اخبار الحکم بدر اور ریویو آف ریلیجنز اور انڈین میں شائع کر دیا گیا تھا اور آخر باوجود گورنمنٹ کے بار بار کے اعلان کے کہ اس حکم میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی ۱۹۱۲ء میں بادشاہ معظم کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اس الہام کو پورا کیا اور آپکے تاجپوشی کے موقعہ پر اعلان کر دیا کہ تقسیم بنگالہ کی کارروائی منسوخ کیجاتی ہے ÷

ایران کے بادشاہ کی مصیبت اور سلطان عبد الحمید کی خطرناک حالت کے متعلق آپنے قبل از وقت خبر دی اور وہ اپنے وقت پر پوری ہوئی ÷

موجودہ جنگ کے متعلق بھی آپنے نہایت تفصیل کے ساتھ خبر دی تھی کہ بتلایا تھا کہ کیسی خطرناک مصیبت ہوگی کہ ندیاں خون سے رنگین ہوجائینگی اور پہاڑ اُڑ جائینگے اور گاؤں اور شہر ویران ہو جائینگے اور کشتیاں چلیں گی تا بحری جنگ ہو اور تمام دنیا پر یہ آفت پھیل جاوے گی یہ پیشگوئی ۱۹۰۵ء میں ابتداءً شائع کی گئی اور بعد میں ریویو آف ریلیجنز انگریزی و اردو میں شائع ہوئی اور بارہ سال بعد نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئی ÷

اسی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دیگئی تھی کہ اس جنگ میں زار روس پر خطرناک مصیبت آئیگی جسکے الفاظ یہ تھے کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" چنانچہ غیر معمولی تغیرات کے ماتحت اچانک زار روس ان مصائب کا شکار ہوا جو اس پیشگوئی کی صحیح تفسیر ہیں۔

قبولیت دعا کے ہزاروں نمونوں میں سے ذیل میں دو نمونے دیئے جاتے ہیں:۔

ایک طالب علم عبد الکریم نامی بغرض تعلیم حیدر آباد دکن سے قادیان آیا اسے ہلکے کتے نے کاٹ لیا اور علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا وہاں سے واپسی کے چند دن بعد اسے ہلک کا دورہ ہوا اور روشنی سے نفرت ہوگئی اور پانی سے ڈرنے لگا اور تشنج شروع ہوگیا اور نیند بالکل جاتی رہی اس کی اس حالت کو دیکھکر کسولی کی پیسٹور انسٹی ٹیوٹ کو تار دی گئی لیکن ان کا جواب آیا کہ اب کچھ نہیں کیا جاسکتا جب سب طرف سے ناامیدی

ہوگئی تو حضرتؑ نے اسکے لیئے دعا کی اور وہ لڑکا بالکل اچھا ہوگیا حالانکہ جسے ہلک ہو جائے اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا ؛

خانصاحب محمد علیخان جاگیردار مالیر کوٹلہ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے ماموں کا چھوٹا لڑکا عبد الرحیم خان ٹائیفائڈ سے بیمار ہوا اور اسکی ایسی حالت ہوگئی کہ تمام ڈاکٹروں اور حکیموں نے علاج سے مایوسی ظاہر کی اور کہدیا کہ اب یہ چند گھڑی کا مہمان ہے اس کا علاج فضول ہے اسوقت آپکو اطلاع دیگئی اور آپنے دعا کی اور اسی وقت اطلاع پاکر کہدیا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے اور یہ لڑکا اچھا ہو جائیگا چنانچہ اسی وقت سے وہ اچھا ہونے لگا اور ایک دو دن میں ہی صحت کے آثار نمودار ہوگئے اور وہ ابتک زندہ موجود ہے ؛

آپنے قبولیت دعا کے متعلق تمام مذاہب کے لوگوں کو چیلنج بھی دیا کہ میرے مقابلہ میں ہر ایک مذہب کے بڑے لوگ بعض مشکل امور کے متعلق دعا کریں اور اس طرح دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس کی سنتا ہے لیکن کسی نے اس چیلنج کو قبول کرنیکی جرأت نہ کی ؛

تائید الٰہی - خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں رنگ میں آپکی تائید ہوئی جو لوگ آپکی دشمنی کے لیئے اُٹھے انکو ہر قسم کی ذلت نصیب ہوئی اور آپکے پیرو ہر میدان میں فتحیاب ہوئے - آپکو علمی میدان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تائید حاصل ہوئی کہ باوجود اس کے کہ آپ ہندوستانی تھے اور کبھی عرب نہ گئے تھے نہ کسی عالم آدمی سے پڑھے تھے صرف چند معمولی درسی کتب بچپن میں پڑھی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے آپکو عربی لکھنے کی ایسی طاقت عطا فرمائی کہ آپنے کئی کتب عربی زبان میں اس دعویٰ کے ساتھ شائع فرمائیں کہ ان کا جواب اگر سب عرب و عجم ملکر دینا چاہیں تب بھی نہیں دے سکتے لیکن باوجود بعض کتب کے ساتھ بیس بیس ہزار روپے کا انعام مقرر کرنیکے کوئی شخص عرب و عجم میں سے ان کا جواب نہ دے سکا ؛

ان تائیدی نشانوں میں سے ایک زبردست نشان آپکی وہ کتاب ہے جس کا ترجمہ انگریزی زبان میں ٹیچنگز آف اسلام کے نام سے شائع ہو چکا ہے یہ کتاب آپکا وہ لیکچر ہے جو

ایک مذہبی کانفرنس میں پڑھے جانے کے لیئے تیار کیا تھا اسکے متعلق آپکو قبل از وقت یہ اطلاع دی گئی تھی کہ "مضمون بالا رہا"، چنانچہ اس لیکچر کے پڑھے جانے پر دوست دشمن سب نے اقرار کیا کہ آپ کا مضمون بالا رہا اور تمام دنیا میں جہاں جہاں وہ لیکچر پہنچا ہے تمام محققین نے اسکی عظمت اور غیر معمولی تحریر کا اقرار کیا ہے ؀

وہ پیشگوئیاں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں

ان پیشگوئیوں کے علاوہ جو پوری ہو چکی ہیں بہت سی ایسی پیشگوئیاں بھی ہیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں بلکہ آیندہ زمانہ کے متعلق ہیں ان میں سے بھی بعض اسجگہ درج کی جاتی ہیں :-

۱ - یورپ اور بعض دیگر عیسائی ممالک میں ایک خطرناک قسم کی طاعون پڑیگی ؀

۲ - ریاست کابل میں پچاسی ہزار آدمی مریگا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اچانک آفت سے وہ ہلاکت ہوگی مثلاً جنگ یا زلزلہ یا کسی سخت وبا سے تھوڑے سے عرصہ میں ورنہ کسی ملک میں اسقدر موتوں کا ہونا قابل تعجب نہیں ؀

۳ - بادشاہ آپکے سلسلہ میں داخل ہونگے - یہ پیشگوئی اسوقت کی گئی تھی جبکہ آپ بالکل گمنام تھے اور ابھی آپنے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ لکھی تھی ؀

۴ - زار روس کا عصا آپکے ہاتھ میں دیا جائیگا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کے ملک میں احمدیت کثرت سے پھیلے گی حتی کہ وہ حکومت ہی احمدی ہو جائیگی ؀

۵ - یورپ کا ایک بڑا حصہ احمدیت کو قبول کرلیگا ؀

۶ - آریہ مذہب جس کا بانی پنڈت دیانند ہوا ہے ایک سو سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا یہ پیشگوئی دس سال ہوئے کی گئی تھی اور اس کا اتنا حصہ تو پورا ہو چکا ہے کہ وہی آریہ جو پہلے اپنے لیئے ہندو کا لفظ استعمال کرنا اپنی ہتک خیال کرتے تھے اب آریہ نام کو چھوڑ کر اپنے آپ آپکو ہندو کہتے ہیں ؀

۷ - آپکے سلسلہ کے سوا دوسرے سلسلے جو اسلام کے مدعی ہیں روز بروز کم ہوتے جائینگے اور آخر آسمان سے کسی مسیح کی آمد سے مایوس ہوکر اور اس سلسلہ کی صداقت کو

دیکھ کر اسکو قبول کرنا شروع کرینگے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اس جماعت کے مقابلہ میں وہ ایسے کم ہوجائینگے کہ گویا باقی ہی نہیں رہے ؎

آپ اور آپکی جماعت سے لوگوں کا سلوک

جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے آپ اور آپکی جماعت سے آپکے مخالفین نے نہایت جارحانہ سلوک کیا بارہا آپکے قتل کے منصوبے کیئے گئے آپ پر جھوٹے مقدمات قائم کیئے گئے۔ آپکے خلاف نہایت گندہ اور فحش الفاظ میں اشتہار شائع کیئے گئے۔ آپکے نام اسقدر گالیوں کے خطوط بھیجے گئے کہ ان سے کئی صندوق پُر ہوسکتے ہیں۔ آپکی نسبت لوگوں کو بدظن کرنیکے لیئے جھوٹے واقعات مشہور کیئے گئے۔ آپکی کتابوں کے پڑھنے اور آپکے لیکچروں کے سُننے سے لوگوں کو روکا گیا غرض ہر طرح سے آپکو دکھ دینے اور اپنے مقصد میں ناکام کرنیکی کوشش کی گئی لیکن سوائے عارضی تکالیف کے قتل کی تدابیر یا مقدمات آپکو کوئی حقیقی دکھ نہیں پہنچا سکے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ مقدمات سے بری ہوتے رہے اور ہر ایک قسم کی خفیہ تدبیر کے بد اثر سے محفوظ رہے۔ آپکے بعض لیکچروں میں یہ تدبیر کی گئی کہ ہزاروں آدمی جھولیوں میں پتھر ڈالکر آپ پر اچانک حملہ کرنیکے لیئے جمع ہوئے۔ لیکن آپ ان کے شر سے محفوظ ہی رہے گو بعض دفعہ پولیس کو سخت مشکل سے فساد کو روکنے میں کامیابی ہوسکی ؎

آپکی جماعت کے ساتھ بھی نہایت سختی کی گئی مسلمان علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ مرزا صاحب اور جماعت کے سب لوگ مرتد اور واجب القتل ہیں انکی بیویوں کو طلاق ہو جاتی ہے انکا زبردستی دوسری جگہ نکاح کردینا جائز بلکہ ثواب ہے انکو دکھ دینا موجب رضائے الٰہی ہے ان سے ملنا جلنا یا کلام کرنا دین سے خارج کر دیتا ہے۔ ان فتووں سے اشتعال پاکر اور کچھ اپنی حریصانہ اور ظالمانہ طبیعت کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے احمدی جماعت کو ایسی سخت تکالیف دیں کہ انکو سُنکر سخت دل لیکن غیرمتعصب آدمی کے دل میں بھی رقت پیدا ہو جاتی ہے باپ اپنے بچوں سے اور خاوند اپنی بیویوں سے زبردستی جُدا کر دیئے گئے مالک مکان اپنے مکان سے اور صاحب جائداد اپنی جائداد سے زبردستی جُدا کر دیا گیا اور

بہت جگہ برٹش انصاف بھی احمدیوں کے کام نہ آسکا کیونکہ عدالتوں میں کسی امر کے ثبوت کے لیئے شہادت کی ضرورت ہوتی ہے اور احمدیوں کی طرف سے سچی شہادت دینے کے لیئے بھی کوئی تیار نہ ہوتا تھا اور انکے مخالفوں کی طرف سے جھوٹے گواہ بھی بیسیوں کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ لوگوں کے دل میں مولویوں نے یہ بٹھا دیا تھا کہ یہ بات ثواب ہے۔ مساجد سے وہ نکالے گئے بڑی بڑی سخت زدوکوب کی گئی۔ عدالتوں میں گھسیٹے گئے جنہوں نے ان سے قرض لیئے ہوئے تھے انہوں نے قرض دینے سے انکار کر دیا اور جنہوں نے ان سے کچھ لینا تھا اصل سے بھی زیادہ ان سے وصول کیا۔ اور ابھی انکی انتقام کی پیاس نہ بجھتی تھی کیونکہ انکے علماء بار بار لکھتے تھے کہ افسوس ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت تم لوگ رہتے ہو اگر کسی مسلمان حکومت کے ماتحت جا کر ایک دن بھی رہو تو تم کو معلوم ہو جائے اور یہ انکی دھمکی ہی دھمکی نہ تھی ریاست کابل میں ایک صاحب مولوی عبد اللطیف صاحب جو بہت عالم اور معزز آدمی تھے اور امیر حبیب اللہ خان کی رسم تاجپوشی انہوں نے ہی ادا کی تھی حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانیکی وجہ سے انکو اول قید کیا گیا اور بعد میں نہایت سنگدلی سے سنگسار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنا عقیدہ نہ چھوڑا ان کا ایک شاگرد بھی اسی وجہ سے قتل کیا گیا اور اب تک وہاں اس جماعت پر سخت سے سخت تشدد کیا جاتا ہے۔ غرض دوسرے مدعیان اسلام نے خصوصاً اور دوسرے مذاہب نے عموماً احمدیوں سے سخت سے سخت سلوک کیا لیکن برٹش حکام نے حتی الوسع انکی مدد کی اور ان حملوں کے مقابلہ میں انکی پشت پناہ بنے رہے ❊

حضرت مرزا صاحب کی کامیابی

باوجود اسقدر سخت مقابلہ کے حضرت مرزا صاحب اپنے کام میں لگے رہے اور ایک ایک کر کے آپکی جماعت بڑھنے لگی اور گو ترقی کی رفتار نہایت کم تھی لیکن پھر بھی ان حالات کے ماتحت مایوس کن نہ تھی ۱۸۹۱ء میں آپنے دعویٰ کیا تھا ۱۸۹۸ء میں سات سال بعد کل ہندوستان میں آپکی جماعت قریباً پانچ چھ سو زن و مرد تک پہنچ گئی اسکے بعد یکلخت لوگوں کو آپکے دعویٰ کی طرف توجہ ہوئی اور جماعت کی ترقی کی رفتار بہت بڑھ گئی اور ۱۹۰۰ء سے تو اس کثرت سے لوگ سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہوئے کہ چند ہی سال میں تمام ہندوستان

میں آپکی جماعت پھیل گئی اور کئی لاکھ تک تعداد پہنچ گئی ؎

جب جماعت بڑھنے لگی تو جماعت کے بچّوں کی مذہبی اور دنیاوی تعلیم کو مدّنظر رکھتے ہوئے آپنے ایک ہائی سکول جاری کیا ایک رسالہ انگریزی اور ایک اردو سلسلہ کی اشاعت کے لیئے جاری کیا گیا اسکے علاوہ افراد سلسلہ کی طرف سے بھی کئی اخبارات و رسالے قادیان سے نکلنے شروع ہوئے۔ مذہبی طورپر آپکو یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ آپکے سخت سے سخت مخالف بھی اس بات کو تسلیم کرنے لگے کہ اگر غیر مذاہب کا مقابلہ کوئی کرسکتا ہے تو وہ آپ اور آپکی جماعت ہی ہے اور اس میدان کو سب نے آپکے لیئے خالی کردیا آپکے بہت سے عشاق نے اپنے گھر بار چھوڑ کر قادیان کی طرف ہجرت کری اور اسی کو اپنا وطن بنالیا ؎

آپ کی وفات

نہایت خطرناک مخالفت کے باوجود اپنی کامیابی اور ایک بڑھنے والی جماعت کو دیکھکر آپ ۲۶ - مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور فوت ہوئے جہاں سے آپکی لاش مبارک قادیان دفن کرنے کے لیئے لائی گئی آپنے اپنی وفات کے متعلق بھی اڑھائی سال پہلے یہ خبر دے رکھی تھی کہ اڑھائی سال تک میری زندگی اور باقی ہے اور یہ آپ کی پیشگوئی اسیوقت مختلف اخبارات میں شائع ہوگئی تھی ؎

آپ کی وفات کے بعد آپکی جماعت کا حال

آپکی وفات پر تمام جماعت نے ان ہدایات کے مطابق جو آپنے اپنی وصیت میں درج فرمائی تھیں اور اصول اسلام کی پابندی میں ایک بڑے مجمع میں جو قادیان میں جمع ہوا تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو آپ کا خلیفہ اور جانشین تجویز کیا اور آئندہ اتحاد جماعت اور انتظام جماعت کے قیام کیلیئے آپکا حکم تمام جماعت کے لیئے ایسا ہی واجب العمل قرار دیا گیا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تھا آپکے زمانہ میں سلسلہ نے اور بھی ترقی کی اور تمام علاقوں میں جہاں احمدی جماعت پائی جاتی تھی باقاعدہ انجمنیں قائم کی گئیں اور جماعت کا انتظام مضبوط کیا گیا ہائی سکول اور ملحقہ بورڈنگ ہوس کی عالیشان عمارتیں جن کا فوٹو ساتھ دیا گیا ہے تیار ہوئیں آپ سنہ ۱۹۱۴ء میں ۱۳ - مارچ کو فوت ہوئے اور ۱۴ - مارچ کو آپکی جگہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلف حضرت مسیح موعودؑ کو جماعت کے ایک بہت بڑے مجمع میں حضرت مسیح موعود کا قائم مقام تجویز کیا گیا۔ اسوقت اس جماعت

میں ایک اختلاف کی صورت نمودار ہوئی اور وہ یہ کہ چند لوگوں نے خلافت کے طریق کو ناپسند کرکے اس طریق کو آیندہ کیلیئے مٹانا چاہا لیکن چونکہ کثیر حصّہ جماعت اسے اسلام اور حضرت مرزا صاحبؑ کے احکام کے مطابق ضروری سمجھتا تھا اور انتظام جماعت کے قیام کے لیئے اسکولابدی خیال کرتا تھا انکی بات ردّ کی گئی جسپر انہوں نے اپنے آپکو علیحدہ کرلیا اور اپنا مرکز قادیان سے ہٹا کر لاہور کو جا بنایا ان لوگوں کے ساتھ کُل ہزار ڈیڑھ ہزار آدمی ہیں باقی سب جماعت قادیان کے ساتھ تعلّق رکھتی ہے اور جماعت برابر ترقی کر رہی ہے۔ حضرت مولویصاحبؓ کی وفات کے بعد تین سال کے عرصہ میں۔ سیلون۔ ماریشس۔ انگلستان۔ سیرالیون نائیجیریا سٹریٹس سٹلیمنٹ ایران میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور انگلستان اور ماریشس میں اس سلسلہ کا مشن باقاعدہ طور پر کھولا گیا ہے جماعت کی مزید مضبوطی کے لیئے مختلف علاقوں میں مبلغ مقرر کیئے گئے ہیں اور قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا عظیم الشان کام شروع کیا گیا ہے ایک سیپارہ شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے دوسرا تیار ہو رہا ہے جماعت کی دنیاوی تعلیم کے لیئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جابجا احمدیہ ابتدائی سکول کھولے جاویں کالج کی تجویز کی گئی ہے لیکن سردست انتظام ہوتے تک لاہور میں ایک احمدیہ ہوسٹل کھولا گیا ہے تاکہ احمدی طالب علموں کی مذہبی تعلیم کا بھی خیال رکھا جاوے۔ موجودہ جنگ میں جماعت نے نہایت وفاداری سے گورنمنٹ کی خدمت کی ہے اور اسوقت تک پانچسو سے زیادہ آدمی مختلف علاقہ ہائے جنگ میں شامل ہو چکا ہے اور اس تعداد کو بڑھانے کی مزید کوشش جاری ہے پنجاب کی ڈبل کمپنی میں بھی اپنی نسبتِ تعداد سے زیادہ اس جماعت نے حصہ لیا ہے اور سارے پنجاب میں ایک ہی ایم اے اس کمپنی میں داخل ہوا ہے اور وہ اس جماعت کا ممبر ہے۔ بصرہ میں خدمت کے لیئے کثرت سے احمدی کلرک مہیا کیئے گئے ہیں اور کیئے جا رہے ہیں ؎

حضرت احمدؑ قادیانی کے اظہار دعاوی میں تدریجی ترقی

Digitized by Khilafat Library

(مولوی شیر علیصاحب کی ایک چٹھی کا ترجمہ جو انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھی تھی)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی۔ انکی دعوت الی الخیر اور انکے مدارجِ ترقی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آئینِ قدرت کا سلسلۂ تدریج برابر کام کرتا ہوا پایا جاتا ہے۔ خود حبیبِ خدا سرور انبیاء (علیہ التحیۃ والثنا) کی ہی پاک مثال کو لیکر غور کرو۔ ایک وہ وقت تھا کہ آپؐ پر ناموس اکبر (جبرئیل علیہ السلام) کا سب سے پہلی وحی الٰہی لیکر نزول ہوا تو حضورؐ حیران تھے اور کچھ نہ جانتے تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ جبرئیل کو دیکھکر آنحضرتؐ خوف زدہ ہوجاتی ہیں جبیر آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ یہ کہکر آپؐ کو تسلی دیتی ہیں کہ "اے محمدؐ آپ گھبرائیں نہیں خدائے تعالیٰ آپ جیسے نیک اور ہمدرد خلائق انسان کو ضائع نہ کریگا (مفہوم ملخص) پھر حضرت خدیجہؓ آپکو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیجاتی اور سارا حال بیان کرتی ہیں۔ وہ سُنکر بتلاتا ہے کہ آپؐ کو وہی فرشتہ نظر آیا ہے جو حضرت موسیٰؑ کو دکھلائی دیا تھا اور آپؐ اپنی قوم کی طرف خدا کے رسول مقرر ہوئے ہیں۔ اب مقامِ غور ہے کہ ختم المرسلین جیسا عظیم الشان انسان بھی ابتدائے بعثت میں نزول وحی کے وقت حیران ہوتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور منشائے الٰہی میرے متعلق کیا کچھ ہے۔ حتیٰ کہ وحی لانیوالے فرشتہ کو دیکھ کر آپ سہم جاتے ہیں۔ پھر ایک عورت ذات آپ کو تسلی دیتی ہے اور ایک عمر رسیدہ آدمی بتلاتا ہے ... ... کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ آپکو دکھلائی دیا فرشتہ تھا اسی پر بس نہیں بلکہ زیادہ تر حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اور بھی بہت سی باتیں جو بعد میں حضورؐ کو پیش آئیں یا انکا علم رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آپکو حاصل ہوا۔ ابتداء میں حضورؐ کو انکی مطلق اطلاع نہ تھی اور اپنی نبوت و رسالت کے بارہ میں حضورؐ کا علم بتدریج ترقی پاتا رہا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں آپکو جناب الٰہی کے حضور۔ دعا مانگنے کا ارشاد ہوتا ہے "رب زدنی علما"۔ اے میرے رب میری معلومات کو زیادہ کر۔ قرآن کریم آپ پر نازل ہونے لگا ہے۔ حضرت جبرئیل آپ کے پاس خدا کا پیغام لے کر آنے لگے ہیں۔ تب بھی آپ کو یہ خبر نہیں کہ میں رسول ہوں۔ ایک خاتون آپکو تسلی دیتی اور ایک پیرمرد آپکو یہ تبلاتا ہے کہ آپ پیغمبر ہیں۔ اُسوقت آپکی تشویش اور گھبراہٹ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ گویا آپ بقول بعض زندگی تک سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اسی انتہائی پریشانی کی حالت میں ایک ندائے غیبی آپکو مخاطب کرتی ہے۔ آپ ششدر ہو کر اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے پر کیا دیکھتے ہیں کہ اوپر کی طرف زمین سے آسمان تک ناموس اکبر چھایا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ اے محمدؐ! تم واقع میں خدا کے رسول ہو اور میں (وحی لانیوالا) جبرئیل فرشتہ ہوں" تب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی جانب لوٹتے ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آپکو اپنی رسالت کے متعلق تصدیق ہوتی اور تقویت ملتی ہے۔ اس کے بعد وحی الٰہی پے درپے اور بکثرت نازل ہونے لگتی ہے۔ ... اب حضرتؐ کو اپنی نبوت کا یقین آتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کا کئی سال تک آپکو علم نہیں ہوتا کہ آپ خاتم النبیین ہیں ؛

وحی و الہام کی کیفیت اور کمیت میں بھی یہی سلسلۂ تدریج صاف نظر آتا ہے چنانچہ آپکو جو وحی الٰہی بعد میں تادم وصال آتی رہی وہ شروع سے ہی ایک دم نہیں آنے لگی تھی۔ بلکہ اسکی ابتداء رؤیا صادقہ اور کشوف سے ہوئی۔ پھر چھوٹی سورتیں نازل ہونے لگیں۔ اور بعد ازاں اُن سے لمبی سورتیں۔ منشاء و مطالب وحی بھی اسی سلسلہ تدریج کے ماتحت تھا۔ چنانچہ ابتدائی وحی عموماً خدائے تعالیٰ کی توحید اور آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت پر مشتمل ہوتی تھی۔ اُس میں بت پرستی کی مذمت۔ آپکے انجام کار فتحمند و کامیاب ہونے کی بشارت یا دشمنان اسلام کی تباہی و ناکامی کی خبریں ہوتی تھیں اور بس۔ اور احکام شریعت سوائے بعض اخلاقی ہدایات کے کچھ نہ ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ تیرہ سال کی طویل مدت میں احکام شرع نازل نہیں ہوئے الا شاذ و نادر۔ اور شریعت

نازل ہونے کے متعلق بھی یہی ہُوا کہ جب اس کا وقت آیا تو ایکدم نازل نہیں ہو گئی۔ بلکہ احکام شریعت نجماً نجماً حسب ضرورت اُترتے رہے۔ یعنی آج ایک حکم نازل ہوتا ہے تو اس سے کچھ دنوں بعد کوئی دوسرا حکم۔ یہانتک کہ حضور کی بعثت کی ۲۳ سالہ مدّت کے آخر میں خدائے تعالیٰ اپنے رسول پر تمام احکام شریعت اُتار چکنے کے بعد فرماتا ہے کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

یعنی میں نے آج تمھارے واسطے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ؛

اور جب ہم آپ کی دعوت اور سلسلہ تبلیغ پر غور کرتے ہیں تو اسمیں بھی وہی باقاعدہ تدریجی ترقی رو نما پاتے ہیں۔ یعنی پہلے تین سال تو آپ خفیہ خفیہ وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ پھر آپنے قریش کو علانیہ تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ بعدازاں وہ وقت آیا جب کہ آپ دیگر قبائل عرب کو بھی مخاطب فرمانے لگے۔ اور آخر کار آپنے اپنا الٰہی پیغام عام طور پر جملہ ملل عالم کو سُنا دیا گویا جس دعوت کی ابتدا بی بی خدیجہؓ۔ حضرت علیؓ۔ اور زیدؓ و ابوبکرؓ سے ہوتی تھی اس کا سلسلہ وسیع و ترقی پذیر ہوتے ہوتے ہرقل شہنشاہ روم مقوقس تاجدار مصر نجاشی شاہ حبش اور کسریٰ تاجدار ایران تک پہنچا ؛

احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی اور درجاتِ تبلیغ میں بھی جب ہم غور کرتے ہیں تو یہی سِلسلہ تدریج برابر کام کرتا ہُوا پاتے ہیں۔ آپنے اوائل عمر سے پُرانے عقائد و خیالات والے مسلمانوں میں تربیت پائی۔ اور اگرچہ آپ کو خود فراموش مُلّاؤں اور انکے غفلت شعار پیروؤں کی افسوسناک عملی حالت سے اُسی وقت سے فطرۃً نفرت و بیزاری تھی۔ تاہم آپ بکمال اخلاص و عقیدہ اُنہی عقائد و خیالاتِ مذہبی پر قائم رہے جو عام طور پر مسلمانوں میں پھیلے ہوئے تھے اور آپکے واقعاتِ حیات کا بامعان نظر مطالعہ کرنے سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آپنے اُن معتقدات و مسلمات مذہبی کو یکدم بالکل خیرباد نہیں کہہ دیا۔ براہین احمدیہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے اُسمیں آپنے اپنے وہ الہامات درج فرما دیئے ہیں جنسے آپکا مسیح موعودؑ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ مسیح ناصریؑ کی نسبت وہی خیالات ظاہر فرماتے ہیں جو عام مسلمانوں میں مدّت سے

عام طور پر مشہور چلے آتے تھے۔ یعنی کہ حضرت عیسیٰؑ اب تک آسمان پر زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں پھر وہی بنفس نفیس تشریف لائینگے۔

پیارے دوست کیا یہ محل تعجب نہیں کہ وہی شخص جسے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ میں بحیثیت مسیح موعودؑ مبعوث فرمایا اور جسے اس منصب عالی کی تصدیق و توثیق کرنیوالے الہامات برسوں پہلے سے ہو چکے تھے اور جو اپنے مقدس رتبہ پر مامور بھی ہو گیا تھا اُس نے علی الاعلان ایسے الفاظ میں جنکی کوئی تاویل ہو ہی نہیں سکتی یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریمؑ ابھی تک بجسدہ العنصری آسمانپر زندہ سلامت موجود ہے اور وہی اپنی آمد ثانی سے ایک پرانی پیشگوئی کو پورا کرنیکے لیئے دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ اور لطف یہ کہ براہین احمدیہ کی اشاعت سے کئی سال بعد تک وہ شخصؑ اپنے ان عقائد و خیالات کی تردید نہیں کرتا۔ یعنی ۱۸۸۴ء میں گو آپنے وہ الہامات شائع فرمادیئے جنمیں آپ عیسیٰ کے نام سے موسوم و مخاطب کیئے گئے اور مسیح موعودؑ کی حیثیت سے مامور ہو چکے تھے۔ پھر بھی آپ انکی یہی تاویل فرماتے رہے کہ ان الفاظ سے مراد بجز اسکے کچھ نہیں کہ مَیں مثیل مسیحؑ ہوں۔ مجھ میں اور مسیح ابن مریمؑ میں روحانی طور پر ایک شدید مشابہت و مماثلت ہے۔ یہ دعویٰ آپنے نہیں کیا کہ مَیں وہی مسیح موعودؑ ہوں جس کی پیشگوئی سالہا سال سے چلی آتی ہے اور جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونا تھا۔ بلکہ اس اعتقاد میں کافۂ مسلمین کے شریک رہے کہ مسیح موعودؑ کا منصب خالی ہے عیسیٰ بن مریمؑ جو آسمانپر زندہ ہیں خود وہی پھر دنیا میں آنکر اُسے پُر کرینگے ۱۸۸۹ء میں آپنے اعلان فرمادیا کہ خدا نے مجھے اس زمانہ کے روحانی مفاسد کی اصلاح کے لیئے مامور فرمایا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ ایک روحانی کشتی تیار کروں۔ اور خلق اللہ کو اپنی طرف بلاؤں کہ جس کسی کو آنیوالے طوفان سے بچنا ہو وہ میری اس کشتی میں سوار ہو جائے۔ اسوقت بھی آپنے اپنے آپکو صرف ایک روحانی مصلح کے طور پر پیش کیا اور لوگوں کو دعوت دی کہ آؤ اس کشتی میں سوار ہونیکے لیئے میری بیعت کرو۔ اب بھی مسیح موعودؑ ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہ ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے یعنی براہین کی اشاعت سے کامل سات سال بعد کہ آپنے مسیح موعودؑ

ہونے کے دعویٰ کا اعلان فرمایا - اور گویا اسوقت آپ نے پہلی مرتبہ یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے اور انکی آمد ثانی کی پیشگوئی میرے ظہور سے پوری ہو گئی ہے۔ اسکے بعد آپ نے مہدی معہود ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور اس سے کئی سال بعد سیالکوٹ میں کرشن یعنی موعود کلکی اوتار ہونے کا بھی اعلان فرما دیا ؞

آپ کی تصانیف اور اشتہارات کا بغور مطالعہ کرنے سے محولہ بالا تدریجی ترقی کا صاف صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ ہر نئی تحریر میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپکا اعلانِ دعویٰ بیش از بیش زوردار اور واثق ہی ہوتا چلا گیا ہے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ حضرت احمد کو اپنے منصب آسمانی پر اعتماد اور مخالفین کے بالمقابل آپکی تحدی بڑھتی ہی چلی گئی۔ جو ایک سلیم العقل مگر خدا ترس انسان کے واسطے اس امر کی بڑی روشن اور دل میں کھپ جانیوالی دلیل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو جس حیثیت سے مامور فرمایا اس سے گو آپ عرصہ تک بے خبر رہے لیکن ایک تو خود خدائے قادر و قاہر شروع ہی میں الہاماتِ مندرجہ براہین کے ذریعے اُس حیثیت کی تعیین فرما چکا تھا۔ دوسرے بعد کی وحی الٰہی نے جو برسوں تک بارش کی طرح آپ پر نازل ہوتی رہی روز بروز زیادہ تاکید و توثیق کے ساتھ اس کی تائید و تصدیق فرمائی اور ثابت کر دیا کہ انبیاء بھی ابتدا میں اس امر سے آگاہ نہیں ہوتے کہ ہم کون ہیں اور خدا کے حضور ہمارے درجات کیا کچھ ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ انہیں نہ صرف بذریعہ مکالمات و مخاطبات بلکہ نیز اپنے زبردست و زندہ نشانات کے ذریعے خبردار کرتا ہے کہ تمھاری حیثیت یہ کچھ ہے اور خلق اللہ کی اصلاح و ہدایت کے واسطے تمکو یہ یہ خدمات انجام دینی ہیں۔ تب وہ بھی خدا سے تقویت پا کر دن بدن پہلے سے بڑھکر اقتدار و شوکت کے ساتھ دنیا کو دعوت دیتے اور دعوے کے ساتھ للکار کر کہتے ہیں کہ ہم زمین سے نہیں بلکہ آسمان کی طرف سے ہیں۔ پس کوئی زمینی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی ؞

آپ کے دعوائے مسیحیت کے متعلق جو کچھ بھی وقوع میں آیا۔ اُسی کا اعادہ فی الحقیقت دعوائے نبوت کے بارہ میں ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلے جب آپکو الہام الٰہی میں اس خطاب سے مخاطب فرمایا گیا تو آپ نے خطاب عیسیٰ کی طرح اسے بھی مجاز پر محمول کیا۔ ٹھیک جیسے ابتداء میں آپ عام مسلمانوں والے عقیدہ پر قائم تھے کہ حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر موجود ہیں

اور وہی دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ بالکل ویسے ہی عام اہل اسلام کی مانند آپ بھی یہی مانتے تھے کہ رسول عربیؐ (فداہ روحی) کے بعد کوئی نبی آہی نہیں سکتا۔ اور عام مسلمانوں کی طرح آپ یہ سمجھتے رہے کہ نبی وہ ہوتا ہے۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ جو شریعت لائے یا جسکو نبوت بلا توسط غیرے ملی ہو اور وہ مستقل طور پر نبی ہو اور وہ کسی دوسرے نبی کا تابع نہ ہو اسلیئے چونکہ آپ ان معنوں میں نبی نہ تھے اسلیئے اوّل اوّل آپ نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا اور جہاں کہیں اللہ تعالیٰ نے آپکی نسبت نبی کا لفظ استعمال فرمایا اس کے معنی آپ جزوی نبی ہی کرتے رہے۔ غیر احمدی مسلمانوں کا اس بارہ میں عام طور پر اعتقاد ہے چونکہ اسی پر آپ بھی جمے ہوئے تھے لہٰذا اپنی نسبت جزوی نبوت سے مشرف ہونا سمجھے رہے اور یہ خیال رسول کریمؐ کی اُس مشہور حدیث کے رُو سے بھی قابلِ اعتراض نہ تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن کا رویائے صادقہ بھی نبوت کا چھیالیسواں (۴۶) حصّہ ہوتا ہے۔ پس اگرچہ الہامات میں آپؑ کو صاف وصریح طور پر نبی کرکے پکارا جاتا رہا لیکن آپؑ اپنے تئیں غیر نبی ہی سمجھتے رہے۔ بلکہ ہم آپ کی تحریرات میں یہاں تک لکھا ہوا پاتے ہیں کہ مسیحؑ ابن مریم کے مقابل میری کچھ حقیقت نہیں کیونکہ وہ نبی تھا اور میں نبی نہیں (مفہوم ملخص) لیکن بعد میں آپکے خیالات کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور آپؑ ایک خاص اشتہار کے ذریعے اس تبدیلی کو ظاہر فرماتے ہیں۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ ایک احمدی واعظ نے آپ کی خدمت میں یہ لکھا کہ امرتسر کے بعض غیر احمدیوں نے آپ پر یہ الزام لگایا ہے کہ آپؑ نبوۃ کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس احمدی واعظ نے اس الزام کی یہ کہکر تردید کردی ہے کہ یہ بالکل افترا و بہتان ہے۔ مرزا صاحب (حضرت احمدؑ) نے نبوت کا کہیں دعویٰ نہیں کیا جب حضرت اقدسؑ (مسیح موعودؑ) کو یہ تحریر سُنائی گئی (اور راقم اُسوقت موجود تھا) تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا یہ کہنا غلطی ہے کہ ہم نبی نہیں۔ جبکہ خدا نے بار بار ہم کو نبی کہکر پکارا ہے تو ان الہامات کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح اپنی نبوت کا انکار کرسکتے ہیں؟ اور آپؑ نے **ایک غلطی کا ازالہ** کے عنوان سے اپنا مشہور اشتہار شائع کیا جس میں آپنے کھُلم کھُلا اپنی نبوت کا اعلان فرمادیا۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی تشریح فرمادی کہ ہم کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ شریعت محمدیہ کی ہی پیروی اور اسی کی خدمت و اشاعت ہمارا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے اتباع و غلامی کے طفیل ہم کو نبوت

عطا ہوئی ہے پس ہماری نبوت جدید اور نبوتِ محمدیہ سے جُدا کوئی نہیں۔ اسی تبدیلی خیال کا نتیجہ تھا کہ بعد کی تصانیف و تحریرات میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے کہیں بھی اپنی نبوت کو جزوی یا ناقص نہیں لکھا۔ یہ ایک نہایت اہم واقعۂ نفس الامری ہے جسکو آپؑ کی نبوت پر غور کرتے ہوئے ملحوظ و مدِ نظر رکھنا از بس ضروری ہوگا۔ نبوت کا جو مفہوم آپ پہلے سمجھتے تھے اس میں اب تبدیلی واقع ہوئی۔ پہلے عام عقیدہ کے مطابق آپ کا یہ خیال تھا کہ نبی کے لیئے صاحب شریعت ہونا یا مستقل طور پر نبی ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اب آپ نے نبی کے لیئے ان دونوں شرطوں کو غیر ضروری قرار دیا اور صریح الفاظ میں فرما دیا کہ نبی کے لیئے شریعت لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے نبی کا تابع نہ ہو بلکہ نبی کے لیئے صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع شرط ہے اور نیز فرمایا کہ جہاں کہیں مَیں نے پہلے نبی ہونے سے انکار کیا ہے وہاں میری مراد صرف تشریعی نبی سے تھی یعنی یہ کہ مَیں صاحب شریعت نبی نہیں ہوں ورنہ جو اصل مفہوم نبوت کا ہے اُس کا مَیں نے اپنی نسبت انکار نہیں کیا یعنی کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا۔

اس بیان کی تائید میں کہ حضرت احمدؑ کے دونوں دعوے (اوّل مسیح موعودؑ ہونے کا اور دوسرا نبی ہونیکا) پہلو بہ پہلو ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں خود آپؑ ہی کی مستند شہادت کافی ہوگی۔ چنانچہ ایک غیر احمدی کے اس سوال پر کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم سے مجھے کیا نسبت وہ نبی تھا اور مَیں نبی نہیں۔ اس بیان میں اور آپ کے پچھلے اعلانات متعلقۂ نبوت میں تناقض و اختلاف کیوں ہے؟ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸۔۱۵۰ میں فرماتے ہیں کہ یہ تناقض یا اختلاف اُسی قسم کا ہے جیسے ایک طرف براہین احمدیہ میں ہمارا یہ بیان کہ مسیح ناصریؑ آسمان پر زندہ ہیں اور وہی دوبارہ دنیا میں آئینگے اور دوسری طرف یہ اعلان کہ مسیح کی آمد ثانی کے متعلق پیشگوئی میرے ظہور نے پوری کر دی ہے اور اس جگہ آپ نے صاف صاف بیان فرما دیا ہے کہ پہلے آپ کا یہی خیال تھا کہ مَیں نبی نہیں اور اسی بنا پر آپ یہ سمجھتے رہے کہ مسیح ابن مریم میں اور مجھ میں کیا نسبت وہ نبی تھا اور مَیں نبی نہیں مگر جب خدا کی وحی بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی ۔ جس میں آپ کو نبی کہکر پکارا گیا تھا۔ تو آپکو اپنا یہ خیال تبدیل کرنا پڑا اور اس امر کا یقین ہو گیا کہ آپ نبی ہیں اور عیسیٰ بن مریم سے ہر طرح بہتر ؟

پیارے بھائی! اس نقیض سے تو دو بڑے بھاری نتیجے نکلتے ہیں اور حضرت احمد کی سچائی پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کیونکہ آپ کے پہلے اور پچھلے بیان میں تضاد اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اول تو آپکا کاروبار کسی من گھڑت منصوبہ پر مبنی نہ تھا دوسرے آپکو بڑائی کا شوق نہ تھا۔ اگر آپکو اپنی بڑائی اور شہرت طلبی کا شوق ہوتا تو اس قدر کسر نفسی اور منکسر مزاجی کو کام فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ کہ متواتر الہامات میں آپکو عیسیٰؑ اور نبی کے نام سے پکارا جا رہا ہے اور آپ ہیں کہ اس خطاب کو مجاز پر محمول فرماتے اور نبوت کا حقیقی و کامل مفہوم اپنی طرف منسوب کرنے میں مضائقہ و تامل کرتے ہیں ÷

آپ کو ان تمام الفاظ میں مخاطب کیا گیا جو قرآن کریم میں مسیح ابن مریمؑ کی نسبت استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ یہی سمجھتے رہے کہ مسیحؑ کا درجہ مجھ سے بہت برتر ہے مگر جب کہ پے در پے الہامات میں آپکو نبی کہا گیا اور مسیح ابن مریم سے ہر طرح بڑھکر۔ صرف اُسوقت منشاء الٰہی سے مجبور ہو کر اپنی نبوت کا اظہار و اقرار کیا۔ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کسر نفسی کی وہ نظیر قابل لحاظ ہے کہ ایک طرف تو آپؐ نے فرمایا مجھے یونس نبی سے بڑھکر نہ سمجھو اور دوسری طرف یہ کہ ”انا سید ولد آدم ولا فخر“ یعنی میں اولاد آدم میں سب کا سردار ہوں اور میں کوئی شیخی کی راہ سے ایسا نہیں کہتا ÷

دوم جیساکہ اوپر بھی عرض کیا جا چکا ہے یہ نقیض حضرت احمد کی صداقت کا صریح ثبوت ہے کیونکہ آپ کے سابقہ عقائد و خیالات اور بعد کے بیانات کا بغور مقابلہ بلاشک و شبہ کے یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ منصوبہ باز نہ تھے۔ جب ہم آپکے الہامات پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ان میں شروع سے اخیر تک برابر ایک یکسانیت اور مطابقت پاتے ہیں مگر جب آپکے ذاتی خیالات و عقائد اپنی حیثیت اور منصب کے متعلق جا پرکھتے ہیں تو ان میں بتدریج نمایاں ترقی اور گویا حالت سابقہ سے ایک طرح کی بیداری رونما دیکھتے ہیں۔ یعنی الہام الٰہی تو آپکے درجہ کے متعلق کچھ کہتا ہے اور اُسی جگہ آپ کچھ اور خیال ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے صاف صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے الہامات اپنے من گھڑت نہ تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپکے بیانات اور الہاموں کے مطالب میں کوئی اختلاف نہ ہوتا اگر محض الہامات پر نظر کیجائے تو انہیں تو باہم ذرہ بھر بھی نقیض کا پتہ نہیں چلتا بلکہ شروع سے

اخیر تک برابر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہانتک کہ جب آپ اپنے مسیح موعودؑ ہونے کا انکار کرتے تھے اسوقت بھی الہامات آپکو عیسٰیؑ اور مسیح موعودؑ ہی تبلاتے تھے۔ علٰی ہذا القیاس جب آپؑ کو صدق دل سے اپنے نبی نہ ہونے کا یقین تھا اور آیندہ بھی نبوت ملنے کو غیر ممکن جانتے تھے۔ تب بھی وحی الٰہی برابر آپ کو نبی کہکر ہی مخاطب کرتی رہی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ الہامات حضرت احمد کی اپنی اختراع ہرگز نہ تھے بلکہ کسی اور ہی ہستیٔ اعلٰی کی جانب سے تھے جسے ان تمام باتوں کا پورا پورا علم تھا جو حضرت احمد کے وہم وگمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کو بالآخر اپنے ذاتی خیالات وحی الٰہی کے ماتحت تبدیل کرنے پڑے :۔

جب ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ غیر احمدیوں کے بارہ میں حضرت احمد کا برتاؤ اور طریق عمل کیا رہا؟ تو اس میں بھی ہم وہی ترقی بتدریج پاتے ہیں۔ کئی سال تک تو آپؑ نے اپنے پیروؤں کا کوئی امتیازی نام تک نہیں رکھا۔ تحریکِ سلسلہ کی ابتداء سے کہیں عرصے بعد سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنی جماعت کے لوگوں کے واسطے لفظ احمدی تجویز فرمایا۔ وہ اس تمیز وشناخت کی خاطر کہ وہ دیگر مسلمانوں سے الگ معلوم ہوسکیں۔ پھر جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد کئی سال تک باقی اہل اسلام سے علیحدہ پڑھنے کے متعلق انکی نماز کا کوئی التزام نہ تھا۔ حالانکہ آپؑ کے دعوائے مسیح موعودؑ کا اعلان ہوتے ہی آپؑ پر اور آپ کی جماعت پر مولوی لوگ کفر کا فتوٰی لگا چکے تھے۔ احمدی لوگ برابر اُسی طرح غیر احمدی علماء کے پیچھے نمازیں ادا کرتے تھے جیسے حضرت اقدسؑ کو مسیح موعودؑ ماننے سے پہلے کرتے آئے تھے۔ اور کئی برس تک یہی صورت رہی۔ حتّٰی کہ حضرتؑ نے سنہ ۱۹۰۳ء میں سخت ممانعت کا حکم جاری فرمایا کہ ہمارا کوئی مرید کسی غیر احمدی کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں :۔

(۲) " یاد رکھو! جیسا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم۔ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پہ ہو اور تمھارے عمل حبط ہو جائیں

اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا فیصلہ مجھ سے چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت۔ اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو وہ مجھ میں سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اسلیئے آسمان پر اسکی عزت نہیں" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۸)

پھر ایک دفعہ آپکے سامنے سوال پیش ہوا کہ "اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اسکے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں"؟ تو حضور نے فرمایا کہ "اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اسکے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اگر کوئی خاموش رہے۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے۔ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو" (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۸۲)

اسی طرح ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو خان صاحب عجب خان آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں انکے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں؟ تو حضور نے فرمایا:-

"اول تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہوں۔ اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی و ناواقف ہوں تو انکے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھو۔ اگر تصدیق کریں تو انکے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں۔ اکیلے پڑھ لو۔ خدائے تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر اُن لوگوں میں گھسنا جنسے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشائے الٰہی کے مخالف ہے" (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ صفحہ ۱۳ مورخہ ۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۳ء)

اس سے بھی بڑھکر اس ممانعت پر یہاں تک زور دیا کہ جو احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہو اسکی امامت میں بھی نماز ادا کرنا اپنی جماعت کے واسطے ناجائز قرار دے دیا چنانچہ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں:-

"جو احمدی اُن (غیر احمدیوں) کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو" (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۶)

پس اے پیارے بھائی! اب آپ کیا خیال فرماتے ہیں ایسے شخص کی نسبت

جسکے پیچھے نماز پڑھنا ارشادِ الٰہی کے ماتحت ناجائز اور قطعی حرام قرار پاچکا ہو؟ یُوں تو اسلام میں فاسق و فاجر تک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ پس جس شخص کی امامت میں خدا تعالےٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھنا قطعاً ناجائز و ممنوع ہو ظاہر ہے کہ وہ فاسق و فاجر سے بھی بڑھکر ہوگا۔ حضرت احمدؑ نے اس فعل (یعنی منکرِ مسیح موعودؑ کی اقتداء) کو صرف مکروہ یا ناپسندیدہ نہیں فرمایا بلکہ بالکل ممنوع و ناروا ٹھیرا دیا۔ اور یہ کچھ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ پاک کے ارشاد کی رُو سے۔

اس پر بھی اکتفاء نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک غیر احمدی کے سوال پر آپنے صاف صاف کہدیا کہ جو لوگ مجھے نہیں مانتے خواہ وہ تکفیر کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ سب کافر ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:-

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ کو نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے:-

ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبًا او كذب بٰاياته

یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جبکہ مَینے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افترا کیا۔ اس صورت میں مَیں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہُوا۔ اگر مَیں مفتری نہیں تو بلا شبہ وہ کفر اسپر پڑیگا۔ جیسا کہ اللہ اس آیت میں خود فرماتا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

حضورؑ کی تحریر کے اس اقتباس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آپؑ کے صرف نہ ماننے والے اور آپؑ کو کافر قرار دینے والے میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ جو شخص ایک مدّعی کو نہیں مانتا وہ درحقیقت اُسے مفتری ہی سمجھتا ہے جو صریحاً تکفیر کی ہی ایک شکل ہے۔ اسلیئے کہ جیسا حضرتؑ کے اپنے الفاظ میں اوپر مذکور ہُوا۔ افتراء علی اللہ پرلے درجے کا کفر ہی تو ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا۔

اگر ایک شخص کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ عظمت ہو تو وہ حضورؐ کے فرمودہ کا بھی ضرور ادب و احترام کرے اور آپؐ کی بشارت کے مطابق مبعوث ہو کر دعوت الی الخیر کرنیوالے (احمد آخر زمانؑ) کے انکار کی بھی ہرگز جسارت نہ کرے۔ یہ بالکل نرالی منطق ہوگی کہ ایک شخص رسول عربیؐ (فداہ نفسی) کی غلامی کا تو مدعی ہو اور جس کی آپؐ نے بڑے زور سے خبر دی اور اسکے مدارج عالیہ کو اس قدر عظمت دی کہ اسکے ظہور کو اپنی ہی بعثت ثانیہ قرار دیدیا۔ جسکی خود قرآن مجید بھی تائید فرماتا ہے۔ جب اسکے ماننے کا وقت آئے تو صاف انکاری ہو جائے کہ مجھے کسی اور کے ماننے یا اتباع کرنیکی کیا حاجت؟ میں تو خود رسول اللہؐ کا مومن و متبع ہوں۔ سبحان اللہ! ایمان و اتباع کیا ہوا۔ یہ تو محض زبانی جمع خرچ ہوا۔ اس طرح تو فقط یہ کہکر کہ ہم رسول اللہ کو مانتے ہیں۔ آپؐ کے کسی ارشاد پر کان دھرنے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کے کسی حکم کی تعمیل کرنیکی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی ؛

پس اس طرح غیر احمدیوں کے متعلق آپؑ کے طریق عمل میں بھی جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہم برابر ایک تدریجی ترقی پاتے ہیں جسکی منتہا یہ ٹھیرتی ہے کہ غیر احمدیوں کو آپؑ اُسی زمرہ میں داخل کرتے ہیں۔ جس گروہ میں رسولوں اور نبیوں کے منکر شامل ہو گئے ہیں ؛

ایک فوجی لفٹنٹ کا قبول اسلام

یہاں ایک اخبار میں میرا ایک مضمون تائید اسلام میں نکلا تھا۔ جسکو پڑھکر چند اصحاب نے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا۔ انہیں میں سے ایک صاحب لفٹنٹ ڈگسن صاحب بہادر ہیں۔ جنہوں نے اسلام قبول کر کے اپنا نام عبد الرحمن پسند کیا ہے۔ یہ صاحب کسی میدان جنگ میں پنجابی مسلمانوں کے ساتھ ملکر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور تب سے انہیں اسلام کا بہت شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ نماز عید الفطر لنڈن میں راقم نے اسلامک سوسائٹی کے زیر انتظام صوفی ہاؤس میں پڑھائی۔ بعد نماز انگریزوں کے ایک مجمع میں تائید اسلام پر تقریریں ہوئیں جنکو سامعین نے بہت دلچسپی سے سنا۔

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ

4, Star Street London W. 2.
(England)

۲۵- جولائی ۱۹۱۷ء

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دفتر محاسب بابت ماہ مارچ ۱۹۱۷ء

تعلیم

ذخیرہ	چندہ فنڈ	فیس مدرسہ	[illegible]	[illegible]	ضمنی	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	عملہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ضمنی	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — تعمیر

ذخیرہ	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	[illegible]	فاضل	عملہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	ذخیرہ	متفرق	[illegible]	میزان	فاضل	فاضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — مساکین

اعانت	انگریزی	اردو	[illegible]	متفرق	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	عملہ	انگریزی	اردو	متفرق	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	ذخیرہ	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال — مزدوران ہائی

[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل	عملہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۹۱۷ء

تعلیم	۰	۲	۱۲۳۳۷
اشاعت	۲	۹	۳۹۶۱
مقبرہ	۶	۸	۱۲۷۳۹
مساکین	۱۱	۱۲	۱۲۴۳
زکوٰۃ	۵	۱۱	۲۹۹
متفرقات	۶	۱۴	۱۹۵
بورڈران ہائی	۰	۶	۶۳۷
″ احمدیہ	۳	۱	۴۹۹
امانت اندرونی	۰	۱	۴۰۱۷
″ بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۳	۵	۳۹۹۰۳
منہائی فاضل	۴	۱۱	۲۷۷۱۲
باقی	۱۱	۹	۱۲۱۹۰
منہائی پیشگی	۰	۱	۱۱۹۹۸
نزدہ مین	۱۱	۸	۱۹۲

پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعلیم	۰	۱	۱۶۴۰
بیت المال	۰	۰	۷۸۹۵
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۱۰۴۳
تعمیر	۰	۰	۵۰
میزان پیشگی	۰	۱	۱۱۹۹۸

فاضل صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۹۱۷ء

مدرسہ احمدیہ	۳	۵	۱۰۹۰۸
بیت المال	۳	۵	۱۴۰۸۷
تعمیر	۶	۱۴	۱۴۳۹
یتامیٰ	۴	۲	۱۲۷۷
میزان فاضل	۴	۱۱	۲۷۷۱۲

خلیفہ رشید الدین — محاسب

محمد اشرف — ناظر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دفتر محاسب بابت اپریل سنہ ۱۹۱۷ء

تعلیم

مد	رقم
آمد	
جزو سرمایہ	[illegible] ۰۵/
چندہ وظیفہ	[illegible] ۱۴/
فیس مدرسہ	[illegible] ۰۶/
فیس بورڈنگ	[illegible] ۱۲/
آراضیات	[illegible] ۴/
ضمنی	[illegible] ۹/
کرایہ	[illegible] ۱۰/۶
کرایہ مکانات	[illegible]
متفرق	[illegible] ۰۱/
میزان آمد	[illegible] ۳/۵
نقایا سابقہ	[illegible] ۲/
میزان	[illegible] ۵/۵
خرچ	
عملہ مدرسہ	[illegible] ۰۳/
سامان مدرسہ	[illegible]
سائر	[illegible] ۰۷/
عملہ بورڈنگ	[illegible]
سائر بورڈنگ	[illegible] ۴/
تنخواہ	[illegible]
فیس امتحان	[illegible]
میزان کل	[illegible] ۶/
وظائف	[illegible] ۱۲/
ضمنی	[illegible] ۱۱/
آراضیات	[illegible] ۱۱/
کرایہ مکانات	[illegible]
میزان خرچ	[illegible] ۴/
باقی	[illegible] ۱/۵

مدرسہ احمدیہ

مد	رقم
آمد	
جزو سرمایہ	[illegible] ۱۴/
چندہ وظیفہ	[illegible] ۱۴/
فیس بورڈنگ	[illegible]
متفرق	[illegible] ۴/
میزان	[illegible] ۳/
نقایا	[illegible] ۵/
فاضل	[illegible] ۵/
خرچ	
عملہ مدرسہ	[illegible] ۹/
عملہ بورڈنگ	[illegible] ۱۱/
وظائف	[illegible] ۸/
کرایہ مکانات	[illegible] ۱۳/
میزان خرچ	[illegible] ۲/
فاضل	[illegible]

اشاعت اسلام

مد	رقم
آمد	
امانت	[illegible] ۱۳/
انگریزی	[illegible] ۶/
اردو	[illegible] ۳/
عام چندہ	[illegible] ۳/
متفرق	[illegible] ۷/
کرایہ مکانات	[illegible]
میزان	[illegible]
نقایا سابقہ	[illegible] ۶/۲
میزان کل	[illegible] ۲/۹
خرچ	
عملہ	[illegible]
اردو	[illegible] ۰۳/
انگریزی	[illegible] ۱۱/
متفرق	[illegible] ۱۴/
میزان خرچ	[illegible] ۱۴/
باقی	[illegible] ۲/۱۱

بیت المال

مد	رقم
آمد	
چندہ لنگرخانہ	[illegible] ۲/
حالات لازمی	[illegible] ۰۱۱/
کرایہ مکانات	[illegible]
متفرق	[illegible]
میزان	[illegible]
نقایا	[illegible] ۱۱/۸
فاضل	[illegible] ۵/
خرچ	
عملہ دفاتر	[illegible] ۶/۹
سائر	[illegible] ۸/
گوردوارہ	[illegible] ۰۶/
بیت النور	[illegible] ۷/
وظائف ضعفا	[illegible] ۸/
میزان خرچ	[illegible] ۰۱۳/
فاضل	[illegible] ۷/۴

تعمیر

مد	رقم
آمد	
چندہ	[illegible]
کرایہ	[illegible] ۸/
متفرق	[illegible] ۹/
میزان	[illegible] ۰۸/
نقایا	[illegible] ۰۱۴/
میزان کل	[illegible] ۰۵/
خرچ	
عملہ	[illegible]
تعمیر مکانات	[illegible] ۰۴/
میزان خرچ	[illegible] ۰۴/
فاضل	[illegible] ۱۰/

مستقل فنڈ

مد	رقم
مستقل فنڈ	[illegible] ۰۲/

مقبرہ

مد	رقم
آمد	
حصہ آمد	[illegible] ۱۰/
وصایا	[illegible] ۰۱۴/
تحفہ اول	[illegible] ۵/
حصص جائداد	[illegible] ۶/
باغیچہ	[illegible] ۴/
کرایہ مکانات	[illegible] ۸/
میزان	[illegible] ۰۴/
نقایا	[illegible] ۰۸/
میزان	[illegible] ۱۳/
خرچ	
دفتر مقبرہ	[illegible] ۰۱۰/
تبلیغ	[illegible] ۶/
الوصیت	[illegible]
انتظام مقبرہ	[illegible]
باغیچہ	[illegible] ۲/
میزان خرچ	[illegible] ۰۲/
باقی	[illegible] ۰۱۰/

مساکین

مد	رقم
چندہ	[illegible] ۱۱/
دیگر آمد	[illegible] ۱۱/
میزان	[illegible] ۱۱/
نقایا سابقہ	[illegible] ۱۲/۱۱
میزان کل	[illegible] ۷/۱۱

یتامی

مد	رقم
چندہ	[illegible] ۱۵/
نقایا سابقہ	[illegible] ۳/۲
میزان کل	[illegible] ۳/۴
وظائف	[illegible]
فاضل	[illegible] ۳/۲

بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان یکم مئی ۱۹۱۷ء

تعلیم	۵	۱	۱۲۳۱۲
اشاعت	۲	۱۱	۴۴۰۴
مقبرہ	۶	۱۰	۱۲۹۷۶
مساکین	۱۱	۷	۱۴۳۷
زکوٰۃ	۵	۵	۳۲۷
بورڈران ہائی	۹	۱۱	۸۴۶
" احمدیہ	۶	۶	۳۲۸
امانت اندرونی	۰	۹	۴۰۲۰
" بیرونی	۰	۰	۰۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۲	۲	۴۰۶۲۹
منہائی فاضل	۵	۱۲	۲۸۴۵۰
باقی	۹	۵	۱۲۱۷۸
منہائی پیشگی	۰	۱	۱۱۹۱۸
نزد امین	۹	۴	۲۶۰

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۲	۱۱۱۷۳
بیت المال	۴	۷	۱۴۲۸۲
تعمیر	۳	۱۰	۱۴۷۸
یتامیٰ	۴	۳	۱۲۳۹
متفرقات	۶	۵	۲۷۷
میزان فاضل	۵	۱۲	۲۸۴۵۰

تفصیل پیشگی

تعلیم	۰	۱	۱۵۶۰
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
بیت المال	۰	۰	۷۸۹۵
مقبرہ	۰	۰	۴۲۰
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۱۰۴۳
تعمیر	۰	۰	۵۰
میزان	۰	۱	۱۱۹۱۸

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

ذخیرہ	زکوٰۃ آمد: بقایا سابقہ	میزان	خرچ: [illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی	متفرقات آمد: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	متفرقات خرچ: بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	امانت بیرونی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران ہائی آمد: [illegible]	[illegible]	میزان	خرچ: بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل	بورڈران احمدیہ آمد: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	امانت اندرونی: آمد	بقایا سابقہ	میزان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

عربی قاعدہ یسرنا القرآن مکمل

یہ قاعدہ کچھ دنوں سے فروخت ہو گیا تھا۔ اور پھر چھپنے تک اکثر لوگوں کی درخواستیں بلا تعمیل پڑی رہنے سے شائقین قرآن مجید کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اب خدا کے فضل سے چھپکر دفتر میں پہنچ گیا ہے۔ اسلیئے وہ لوگ جو قرآن شریف پڑھانے کی خاطر اس بے نظیر قاعدہ کو خریدنا چاہتے ہیں وہ جلد درخواستیں بھیجدیں۔ اخراجات کے متعلق یہ عرض ہے کہ کاغذ کی سخت گرانی ہے آج ایک سال پہلے کی نسبت کاغذ کی قیمت اڑھائی تین گنے کے قریب یا دم ہو گئی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۳ء میں دس ہزار قاعدہ کے سارے اخراجات کے چھ سو روپے کی منظوری تھی لیکن اب صرف کاغذ پر سوا چھ سو روپیہ خرچ آیا ہے۔ دیگر اخراجات لکھائی چھپائی وغیرہ علاوہ ازیں ہیں۔ اسلیئے اس دفعہ قاعدہ کی قیمت بجائے ۲/ کے ۳/ رکھنی پڑی ہے جو اس قاعدہ کی خوبیوں کے مقابل زیادہ نہیں ؂

ملنے کا پتہ :۔ دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت

دفتر میگزین کے لیئے جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کے انگریزی پرچہ کی ضرورت ہے۔ کسی دوست کے پاس جس قدر کاپیاں ہوں۔ وہ عطا فرماویں اور چاہیں تو انکے عوض ریویو کے جس پرچہ یا کتاب کی ضرورت ہو وہ لے لیں۔ یا قیمت لے سکتے ہیں ؂ (مینجر میگزین قادیان)

ڈاکٹر کی ہدایت

نوبتی بخار سخت زکام اور ہلکی قسم کے طاعون کیلیئے باٹلی والا کا ایگیو مکسچر بڑی بوتل یا بخار کی گولیاں قیمت عہ/ باٹلی والا کا ٹانک بچوں اور کمزور اشخاص کے لیئے مقوی قیمت عہ/ باٹلی والا کی اصلی کونین کی ٹکیاں ایک اور دو گرین کی گولیوں کی بوتل باٹلی والا کا ایگیو مکسچر چھوٹی بوتل قیمت ۸/ کالرا پل۔ ہیضہ دستوں اور قے کے واسطے قیمت عہ/ دانتوں کا منجن قیمت ۴/ مقوی گولیاں زرد رنگ اور کمزور اعضا کیلیئے قیمت عہ/ داد کا مرہم۔ داد اور خارش کیلیئے قیمت ۴/ یہ ادویہ ہندوستان میں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ نیز ڈاکٹر ایچ۔ ایل۔ باٹلی والا اینڈ سنز ورلی کلو لینڈ ہل بمبئی سے مل سکتی ہیں ؂

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

اگر

آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہو تو۔

Digitized by Khilafat Library

لال شربت

پلاویں کلیجہ کی کمزوری دکھانسی و لاغری کو دُور کرنا چاہتے ہو تو۔

لال شربت

پلاؤ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور رنگ سُرخ ہونیکی وجہ سے لڑکے خواہش سے پیتے ہیں۔

آپ بھی اپنے بچے کو استعمال کرا کے آزمائش کر لیجیئے قیمت ۱۲؍ فی شیشی محصولڈاک ۴؍

قوّت کی گولیاں

۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس۔ اشکنیا ڈامینا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلیئے مغز۔ ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہوں گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز فائدہ ظہور میں آتا ہے بدن میں قوّت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ڈوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی ہفتہ کی خوراک کا ایکروپیہ محصولڈاک اسکے ۴ شیشی تک ۵؍۔ دیکھیئے جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں ہمنے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تیس گولیاں منگائیں اسکے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجے ایکروپیہ ۳۰ روپیہ

ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب

آپ جانتے ہیں انسان کی زندگی خون سے ہے اسلیئے خون صاف رکھنا ضروری ہے۔ اسکی ترکیب آسان ہے ڈاکٹر ایس کے برمن کا آئی اوڈائڈ سالسہ مفید ثابت ہوا ہے اسمیں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے یہ سالسہ صاف کر کے اسمیں پوٹاس ای روڈائڈ وغیرہ کئی ایک آزمودہ ادویات ملا کر بنتا ہے اسلیئے تمام سالسوں سے زیادہ مفید ہے گرمی آتشک گٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجیئے خون بگڑنے کی دو وجہ ہیں آتشک گٹھیا ایسے عارضے ہیں پارہ ملی ہوئی ادویات استعمال کرنے سے خون بگڑ جاتا ہے۔ پوری حالت فہرست منگا کر دیکھیئے قیمت عہ؍ محصولڈاک ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵،۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(باہتمام شیخ محمد نصیب مینیجر و پرنٹر میگزین پریس قادیان چھپکر شائع ہے)

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✤ لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنے دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۶ ستمبر ۱۹۱۷ء نمبر ۹

مطابق ذی قعد ۱۳۳۵ھ

چندہ سالانہ ۳ر

علاوہ محصول ڈاک ۱ر

فہرست مضامین

ہیلتھ آفیسر صاحب کی رائے پردہ کے بارہ میں ۳۲۹ - ۳۳۳

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیِ سلسلہ احمدیہ ۳۳۳ - ۳۴۸

حضرت احمد قادیانی ۳۴۹ - ۳۶۰

ایک فوجی لفٹنٹ کا قبول اسلام ۳۶۰

گوشوارہ ۳۶۱ - ۳۶۴

لنڈن میں قبول اسلام - ٹائیٹل (ب)

لنڈن میں قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ مسٹر شیلے جو ایک علم دوست شخص ہیں۔ اور برادرم قاضی عبداللہ صاحب کے ساتھ ان کی گفتگو مذہبی رہا کرتی تھی۔ آخر بطیب خاطر دین اسلام میں داخل ہوئے اور اپنا اسلامی نام اسد اللہ پسند کیا اللہ تعالےٰ انہیں دین اسلام کی خدمات میں بہادریوں کی توفیق عطا کرے کام دن بدن بڑھتا جاتا ہے سلسلۂ تبلیغ وسیع ہو رہا ہے اس واسطے ہم نے زر کثیر کے صرف سے ایک پورا مکان کرایہ پر لے لیا ہے باقاعدہ لیکچروں کا انتظام وہیں کیا گیا ہے وہ وقت قریب آرہا ہے کہ ان گورے گورے منہ والوں کے دل بھی اسلامی نور کی شعاؤں سے چمک اٹھیں۔ پادریوں کا طلسم اسلام کے نورانی چہرہ کے چھپانے میں ٹوٹا جارہا ہے زبردست حملوں سے اسلامی صداقتیں عیاں ہو رہی ہیں اب تازہ ترین امر جو زیر بحث ہے وہ عیسائی دنیا کا مایہ ناز قانون شادی اور طلاق کے متعلق ہے بیاہ اور طلاق کے موجودہ قوانین مہذب دنیا میں غیر معقول بداخلاقی سکھانے والے بیرحمی اور بیدردی کا ذریعہ قابل عتاب ثابت کئے جارہے ہیں کیکسٹن ہال میں مجوزہ اصلاحات کے بارے میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا ہے بظاہر تو جنگ نے ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے مگر فی الحقیقت خدا چاہتا ہے کہ ثابت ہو جاوے کہ اسلامی اصول ہی جو ریگستان عرب میں نبیؐ امی کو فداہ ابی وامی مخلوق کی بہتری اور بہبودی کیلئے کامل اور اکمل طور سے دیئے گئے وہی حق و حکمت پر مبنی ہیں۔ ہمارے اسلامی مشن کے متعلق تمام خط و کتابت ترسیل زر نئے مکان کے پتہ پر ہونی چاہیئے لفافہ پہ پتہ انگریزی میں لکھنا چاہیئے۔ والسلام

مفتی محمد صادق

4 Star St., Edgware Rd., London W.2. England.